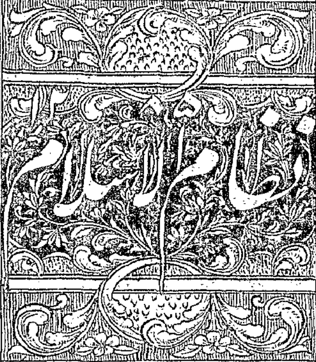
بعون صانع مکین و مکان ÷ و فضل خلاق زمین و آسمان

کتاب ہذا انتسابات مشتمل بر مسائل دینیہ افادت بخش ارباب دین نیک انجام مسمی



نظام الاسلام

مصنفہ عالم باعمل مولوی وجیہ صاحب بفرمائش سخی شیخ محمد حسن صاحب تاجر کتب کے

بمطبع نامی منشی نولکشور مستقر لکھنؤ میں چھاپی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دیوبند اران سوالون کا اللہ تعالی تم پر رحم

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہہ اوٹہاتے ہیں انکا

کیا دلیل ہے؟ جواب حدیث ہے پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۲۴۸ صفحہ مین

عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ ؛ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا تہے رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹہاتے اپنے دونون ہاتہونکو یہان تک

برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے ؛ اور ایک روایت مین ہے

یہان تک کہ مقابل کرتے دونون ہاتہون سے اپنے دونون کانو کی

لہذا انکو بخاری اور مسلم نے روایت کی وفی المشکوٰۃ وفتح القدیر وجامع
الاصول وتیسیر الوصول عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ
ثم کبر وفی روایۃ یرفع ابہامیہ الی شحمتی اذنیہ اوسی مشکوٰۃ کے ۵۱ صفحہ
مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین سے ہے وائل بن
حجر سے مقرر دیکھا انہون نے نبیؐ کو جب کھڑے ہوئے حضرت نماز کو
اوٹھائے آپنے اپنے ہاتھ یہان تک کہ ہوئے وے برابر اونکے مونڈہونکے
اور برابر کیے اپنے انگوٹھونکو اپنے کانون کے پہر تکبیر کہی ؛ اور ایک روایت مین
سے ہے کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی لوتک اور اوسی مضمون کی
حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعات التنقیح اور بحر الرائق مین ہے
لیکن مضمون مین کچھ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب
کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی ؛ دوسرا سوال حنفی جو ناف کے نیچے ہاتھ
باندہتے ہین اسپر کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین
حدیث ہے ؛ عن ابی جحیفہ رض ان علیا رض قال السنۃ وضع الکف
فی الصلوٰۃ ووضعہا تحت السرۃ اخرجہ رزین ؛ روایت ہے ابی جحیفہ رض
سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھ رکھنا نماز مین اور رکھنا اونکا
نیچے ناف کے ؛ اور احمد اور ابو داؤد اور دار قطنی اور بیہقی کی روایت مین ہے

حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنے سنت رکھنا ہاتھہ کا دوسرے ہاتھہ پر نیچے ناف کے ÷ اور ہدایہ اور بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ مین اختلاف ہے اور معنی مین اتفاق ÷ اور بحر الرائق مین ہے عن النبی صلی علیہ وسلم انہ قال ثلث من سنن المرسلین وذکر من جملتھا وضع الیمنی علی الشمال تحت السرۃ ÷ یعنے تین چیزین ہین پیغمبرونکی سنت سے اور بیان کیا اون مین سے رکھنا دہنے ہاتھ کا بائین ہاتھہ پر نیچے ناف کے ÷ تیسرا سوال حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل ہے ÷ جواب مشکوۃ شریف کے ۷۰ صفحہ مین حدیث ہے عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر رض کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین اخرجہ انس رضی اللہ عنہ کہا معتبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع کرتے تہے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اوسکو مسلم نے ÷ اور تیسیر الوصول کے ۱۰۱ صفحہ مین انس رض سے روایت ہے عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الستۃ

روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑھی مین نے نبی صلعم اور ابوبکر اور
عمر اور عثمان رض کے ساتھہ نہین سنا مین نے اون مین سے کسی کو کہ
پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور ابوداؤ اور مالک اور نسائی نے + اور کافی مین ہے قولہ علیہ
السلام ثلث یخفیہن الامام التعوذ والتسمیۃ وآمین + فرمایا علیہ
السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ کہیگا انہین امام تعوذ اور تسمیہ
اور آمین وروی ابن مسعود رض ما جہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالتسمیۃ فی صلوۃ مکتوبۃ + اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین
پکار کر کہا رسول اللہ صلعم نے بسم اللہ کو فرض کی نمازین + اور شرح مختصر الوقایہ
مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فکانوا یستفتحون القراءۃ بالحمد
للہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم + وفی روایۃ فلم اسمع
احدا منہم یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم + ورواہ النسائی والدارقطنی
واحمد وابن حبان فکانوا لایجہرون بسم اللہ الرحمن الرحیم + وفی آثار
الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن خزیمۃ فکانوا یسرون
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین شروع کرتے تھے اصحاب
نبی کے نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ کہتے تھے بسم اللہ
الرحمن الرحیم + اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے

اومین سے کسی کو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اکو
نسائی اور دار قطنی اور احمد اور ابن حبان نے سو تھے وے کہ پکار کر نہین
پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن
نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہے کہ آہستہ کہتے تھے اصحاب نبی بسم اللہ
الرحمن الرحیم ؛ اور لمعاۃ التنقیح اور فتح القدیر مین ہے قَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض لَمْ يَجْهَرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَةِ حَتَّى مَاتَ
؛ روایت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہے صلعم
نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی چوتھا سوال حنفی جو نماز
مین امام کے پیچہے سورۂ فاتحہ نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول
کے ۱۴۷ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَءْ
فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ أَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ ؛ جابر رض
سے ہے جسنے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمین سورۂ فاتحہ تو نہ
پڑہی اوسنے نماز مگر امام کے پیچہے یعنے امام کے پیچہے یہ حکم نہین ہے ؛ اور
پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۷۲ صفحہ مین ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ
فَأَنْصِتُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ ؛ روایت ہے ابو ہریرہ رض
سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے مقرر ٹھرایا گیا ہے امام اس لیے کہ پیروی

کی جاے اوسکی سو جبتٔ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہے تو تم چپ رہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ؛؛ اور جامع الاصول اور امام مالک کی موطی اور امام محمدؒ کی موطی مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین ؛ اور مسند امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ اور فتح القدیر مین ہے عَنْ جَابِرٍ رض اَنَّ رَجُلًا قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمَی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَهَاهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْهَانِی اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرَا ذٰلِكَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ ؛ جابر رض سے روایت ہے کہ قراۃ کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص نے پیچہے نبی صلعم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تونے مجکو رسول اللہ صلعم کے پیچہے قرآن پڑہنے سے سو بحث ہوئی امین اور وہ صحابی مین یہانتک کی سنی حضرتؐ نے سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو قراۃ اوسکے امام کی اوسکے لیے قراۃ ہے یعنی قراۃ امام کی مقتدی کے واسطے کافی ہے ؛ اور شیخ عبد الحق رح نے مشکوٰۃ کے ترجمہ مین لکہا ہے کہہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب نے اسکو روایت کیا ہے

اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر مین ہے، عن ابن
عمر رض انہ کان اذا سئل ہل یقرء احد مع الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام
فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرء ابن عمر رض سے روایت ہے
جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے
کوئی تم مین سے نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو امام کا قرآن
پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہے تو چاہیے کہ قرآن پڑہے ۞ اور فتح القدیر اور معاۃ
التنقیح مین ہے روی محمد فی موطاہ سئل عبد اللہ بن مسعود رض عن القراءۃ
خلف الامام قال انصت وسیکفیک الامام روایت کیا امام محمد نے اپنی موطا
مین سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقدمے مین امام کے
پیچہے فرمایا چپ ہور و اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑہنا ۞ اور کفایہ اور
کافی اور عنایہ اور نہایہ من ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرء خلف
الامام ففی فیہ جمرۃ وفی الکفایۃ والکافی قال علی رض من قرء خلف امام
فقد اخطا الفطرۃ فرمایا نبی صلعم نے جو قرآن پڑہے پیچہے امام کے بہرتا ہی
وہ اپنے منہہ مین چنگاری آگ کی ۞ اور کفایہ اور کافی مین ہے فرمایا علی
رض نے جسنے قران پڑہا پیچہے امام کے مقرر اسنے چہوڑ دی قدیم چال
وعن سعید بن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرء خلف الامام فلا صلوۃ
رشید ابن ابو وقاص اور زید بن ثابت رض سے روایت ہے کہ جسنے قرآن

پڑہا پیچہے امام کے اسکی نماز درست نہین ؛ اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہے وَمَنعُ المُقتَدِی عَنِ القِرَاءَۃِ مَاثُورٌ مِن ثَمَانِینَ نَفَرًا مِن کِبَارِ الصَّحَابَۃِ ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑہنے سے روایت ہے اسکی اسی آدمیون بڑے اصحابونمین سے ؛ اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوۃ ؛ وعن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جہر ولا ان خافت ؛ وعن ابن مسعود رض نحوہ ؛ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض نے فرمایا ہے کہ قرآن مت پڑہ پیچہے امام کے کسی نماز مین ؛ اور جابر رض نے کہا ہے نہ پڑہ تو قرآن پیچہے امام کے پکار کر پڑہے امام یا چپکے ؛ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسیطرح کی روایت ہے ؛ پانچوان سوال حنفی جو نماز مین آمین پکار کے نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہے عن وائل رض انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ رواہ احمد و ابو داؤد روایت ہے وائل رض سے مقرر نبی صلعم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم و لا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی

آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبدالرزاق محدث کی اور بکر الرزاق
مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَرْبَعٌ
یُخْفِیْهِنَّ اَلْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَآمِیْنَ کہا چار چیزین
ہین کہ پوشیدہ کہے انہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا
لک الحمد اور آمین ÷ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مشکوٰۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے ÷ عن عمر ابن الخطاب
رض اَنَّهُ قَالَ یُخْفِیْ اَلْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْیَاءَ اَلتَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَآمِیْنَ وَسُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ ÷ وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہے عمر ابن خطاب رض سے مقرر
فرمایا انہونے کہ پوشیدہ پڑہیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور
آمین اور سبحانک اللہم ÷ اور عبداللہ ابن مسعود رض سے بہی اسی طرح
کی روایت ہے ÷ وفی الہدایۃ لقول ابن مسعود رض اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَكَرَ
مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِیَةَ وَالتَّاْمِیْنَ ÷ ہدایہ مین لکھا ہے عبداللہ ابن مسعود رض
کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے انکو امام اور بیان کیا انہین
سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین - اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح
القدیر مین ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور
دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اوسے اپنے باپ سے
÷ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ آمِیْنَ

و اخفى بہا صوتہ مقرر حضرت پیغمبر خدا جب پہنچتے غیر المغضوب علیہم و لا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتہہ اپنی آوازکو ؛ چہٹا سوال حنفی جو سوائے شروع کی تکبیر کے وقت ہاتہہ نہین اٹہاتے اسکی کیا دلیل ہے؛ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مین ہے عن براء رض قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد روایت ہے براء رض سے کہا دیکہا مین نے رسول اللّٰہ صلعم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتہونکو اپنے کانونکے نزدیک تک پہر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داود نے ؛ اور تیسیر الوصول کے اسی ۲۱۵ صفحہ مین ہے عن علقمہ رض قال قال لنا ابن مسعود رض یوماً الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجکو عبد اللّٰہ ابن مسعود رض نے ایکدن بتاتا ہون مین تمکو نماز رسول اللّٰہ صلعم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹہائے اپنے ہاتہہ مگر ایکدفعہ شروع کی تکبیر کے ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے وفی تبیین الحقائق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰۃ کہا ابن مسعود رض نے نماز پڑہی مین نے نبی صلعم کے ساتہہ اور ابوبکر اور عمر رض کے سو نہ اوٹہائے

انہون نے اپنے ہاتہہ مگر نماز کے شروع مین ؛ وفی الکفایۃ والکافی والغایۃ
والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ رضی اللہ عنہم ما کانوا
یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوۃ اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ
مبشرہ یعنے دس اصحاب بہشتی رضی نہ اوٹہاتے تہے وے اپنے ہاتہہ مگر
نماز کے شروع مین ؛ وفی شرح مختصر الوقایۃ عن البراء بن عازب رض قال
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون
ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود ؛ روایت ہے براء بن عازب رض
سے کہا تہے نبی صلعم جب تکبیر کہتے شروع نماز میں اوٹہاتے اپنے ہاتہہ
یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹہے انکے دونون کانون کی لہر تک پہر نہ
دہراتے .. اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور تبیین الحقائق مین ہے قال
جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ
ثم لا یرفعہما حتی انصرف اخرجہ ابو داود ؛ اور کہا جابر رض نے دیکہا مین نے
رسول اللہ صلعم کو کہ بلند کیے حضرت نے اپنے ہاتہونکو شروع نماز کے وقت
پہر نہ اوٹہائے انکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اوسکو ابو داود نے ؛ وروی
الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم
قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وفی تکبیر القنوت
فی الوتر وفی العیدین الحدیث ؛ روایت کیا ہے طحاوی نے اور طبرانی

سے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن عباس
کیطرف ملتی ہی مقرر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتہہ مگر سات
جگہہ مین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی
نماز مین آخر حدیث تک ؛ اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بہی
بعینہ یہ حدیث مروی ہے ؛ اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور
کتابین ہین اونمین لکہا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ و
ترک فترکناہ فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹہاے نبی نے ہاتہہ تو اوٹہائے ہمنے
او سے اور چہوڑ دیا حضرت نے تو چہوڑ دیا ہم نے اوسے ؛ اور نہایہ اور عنایہ
مین جو ہدایہ کی شرح ہے لکہا ہے ان عبد اللہ ابن الزبیر رض رای رجلا یصلی
فی المسجد الحرام ویرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ
قال لہ لا تفعل فان ہذا شیئ فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن زبیر رض نے
دیکہا ایک شخص کو نماز پڑہتے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹہاتا تہا اپنے ہاتہہ رکوع
کے وقت اور رکوع سے سر اوٹہانے کے وقت پہر جب پڑہ چکا نماز کہا اسکو
مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تہا اوسکو رسول اللہ نے پہر چہوڑ دیا اوسکو ؛ اور تبیین
الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے وان جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا
فی الصلوٰۃ ؛ شمس اے صعب ؛ جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تم کو اوٹھاے ہوا ے
ہاتھونکو اپنے گویا دم گھوڑونکی کہ سخت ہی قرار پکڑو نماز مین یعنے حرکت نکرو نماز
مین ۞ اور نہایہ مین ہے وَحِيْنَ رَاى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ
فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَالِي اَرَاكُمْ رَافِعِي اَيْدِيَكُمْ
كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ وَفِي رِوَايَةٍ كُفُّوْا فِي الصَّلٰوةِ جب دیکھا
نبی صلعم نے لوگونکو کہ اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھونکو نماز مین رکوع کے وقت اور
رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہون
مین تمکو اوٹھانیوا ے ہاتھون کو اپنے گویا کہ دم گھوڑونکی جو سخت ہے قرار
پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ہے کہ رہو نماز مین یعنے ہاتھونکو حرکت نہ دو
۞ ساتوان سوال حنفی جو صبح کی نماز مین دعاے قنوت نہین پڑھتے اسکی
کیا دلیل ہے ۞ جواب حدیث ہے ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کے
۴۰۴ صفحہ مین ۞ عن انس رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا
ثُمَّ تَرَكَهُ رواہ ابو داؤد والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم
نے قنوت پڑھی مہینے بھر پھر چھوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے
۞ اور اوسی کے ۴۰۴ صفحہ مین ہے عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رض قَالَ قُلْتُ
لِاَبِي يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ
وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ

اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه ؛ روایت ہے ابی مالک اشجعی رض
سے کہا پوچہا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تم نے پیچہے رسول
الله صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے یہان کوفے مین قریب
پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تہے وے کہا او بیٹے اے میرے لڑکے
یہ بدعت ہے نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجه نے ؛ اور تیسیر الوصول
کے ۲۲۲ صفحہ مین ہے ؛ قَنَتَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم شَہرًا
بَعدَ الرُّکوعِ فِی صَلٰوۃِ الصُّبحِ وفی روایۃ ابو داؤد والنسائی قَنَتَ شَہرًا ثُمَّ
تَرَکَہ قنوت پڑہی رسول الله صلعم نے مہینے بہر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین
اور روایت مین ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ قنوت پڑہی حضرت نے
ایک مہینے بہر پہر چہوڑ دیا اسکو ؛ آٹہوان سوال حنفی جو نماز مین دہنا پانون
اٹہا کر بایان پانون بچہا کر بیٹہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے جواب حدیث شریف
مشکوۃ شریف کے ۵۴ صفحہ مین عن عائشۃ رض قالت کانَ رسُولُ اللّٰہِ
صلعم یَفرِشُ رِجلَہُ الیُسرٰی وَیَنصِبُ رِجلَہُ الیُمنٰی رواہ مسلم ؛ روایت ہے
عائشہ رض سے کہا بچہاتے تہے رسول الله صلعم بایان پانون اپنا اور
کہڑا رکہتے تہے دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے ؛ اور تیسیر الوصول کی
۲۴۳ صفحہ مین ہے ؛ عن علی بن عبد الرحمٰن قال صَلَّیتُ اِلٰی جَنبِ ابنِ عُمَرَ
رض فَقَلَّبتُ الحَصٰی فَقَالَ لِی لَا تُقَلِّبِ الحَصٰی وَافعَل کَمَا رَأَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم یفعل قلت وکیف رأیت رسول اللہ صلعم یفعل قال
ہکذا ونصب الیمنی واضجع الیسری الحدیث ؛ روایت ہے علی ابن عبدالرحمٰن
رض سے کہا نماز پڑہی مین نے ابن عمرؓ کے پہلو کیطرف سو سرکائین مین نے
کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مین نے رسول
اللہ صلعم کو کرتے پوچہا مین نے کس طرح دیکہا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے
کہا اسطرح اور کہڑا کیا دہنے پانون کو اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک ؛

اور اوسی صفحہ مین ہے عن وائل بن حجر رض قال افترش رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسری ووضع یدہ علی فخذہ الیسری ونصب الیمنی روایت
ہے وائل ابن حجر رض سے کہا بچہایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بائیان پانون
اور اوٹہایا اپنا ہاتہہ اپنی بائین ران پر اور کہڑا کیا دہنا پانون ؛ اور اوسی
کتاب کے ۱۴۳ صفحہ مین ہے ؛ عن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رض قال انما
ابن عمر انما سنۃ الصلوۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری
ومالک والنسائی ؛ روایت ہے عبداللہ عمر رض کے بیٹے سے کہا ابن
عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کہڑا رکہے تو اپنا دہنا پانون اور بچہا وے
بائیان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی ان
تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا القبلۃ والجلوس علی الیسری ؛
اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہے کہڑا کرنا دہنے قدم کو اور

برابر رکھنی اوسکی انگلیونکو قبلے کیطرف اور بیٹھنا بائین قدم پر؛ نوان سوال حنفی نماز مین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کو زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھو اور سجدہ سے اوٹھنے کے وقت پہلے ہاتھونکو زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنونکو اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین

عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن و فی اخری لابی داؤد واذا نھض نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ ؛ روایت ہے وائل رض سے کہا تھے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتھون کے اور جب کھڑے ہوتے اُٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اوسکو اصحاب سنن یعنے ترمذی نسائی ابو داؤد نے ؛ اور دوسری روایت مین ابو داؤد کی اور جب اوٹھتے حضرت اٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھونکا اپنے زانو پر

؛ اور اسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نھض من الصلوۃ منع فرمایا رسول اللہ نے کہ بوجھ دے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز مین ؛ اور مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے ؛ اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے

ہاتھونکو پہلے گھٹنونکے پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنے گھٹنونکو پہلے ہاتھونکے دسوان

سوال حنفی نماز مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ کے بعد بغیر بیٹہنے

اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے

جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعاۃ التنقیح مین عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃ رض قَالَ

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ یعنی تہا

اوٹھتے تہے نماز مین پیرونکے سرون پر یعنے انگلیون کی جڑ پر یعنے بغیر بیٹہے اور بدون

ٹیک لگائے ہاتھونسے زمین پر ۞ اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام

کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ

جب سر اوٹہاتے حضرت اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت میں اوٹھتے

پیرونکی انگلیونکی جڑ پر ۞ اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعاۃ التنقیح

مین ہے اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ

عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَہٗ عَنْ علی رض وَکَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ

وَعَنْ عُمَرَ رض ۞ وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِیِّ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم یَنْھَضُوْنَ

فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِھِمْ ۞ وَاَخْرَجَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ

وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ

السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن ابی

شیبہ نے ابن مسعود رض سے مقرر وے اوٹھتے تہے نماز مین اپنے پیرونکی

انگلیون کی جڑپر اور بیٹھتے تھے اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے ؛؛ اور نکالا نعمان ابن عیاش نے پایا مین نے بہت سے اصحابونکو رسول خدا کے سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین اوٹھتے جس حال مین تھے اور بیٹھتے

گیارہوان سوال حنفی جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے ؛؛ جواب با ثبت بالسنۃ مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے اَنَّهُم يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَر رض بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ رض مِثْلُهُ یعنے صحابہ رسول کے قیام کرتے تھے یعنے پڑہتے تھے حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت مین بہی اسیطرح ؛؛ اور علماء حرمین یعنے مکہ اور مدینے کے عالمونکا بہی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا آتا ہے ؛؛ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوۃ شریف کی جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛؛ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین اپنے پڑہتا یا مسجد مین ؛؛ اور جب کچھ زمانہ حضرت عمر رض کی خلافت کا گذرا تب اونہون نے لوگونکو جمع کروایا یعنے اپنی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم فرمایا ؛؛ اور نہایۃ المراد مین جامع الرموز

سے منقول ہے کہ التراویح سنۃ موکدۃ ومن لم یرہا سنۃ موکدۃ فہو رافضی

یقاتل من لا یری الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ رسول اللہ صلعم

صلاہا لیلتین ثم قد صلاہا رسول اللہ صلعم عشرین رکعۃ بعشر تسلیمات ثم ترک

مخافۃ ان یجب کان لرسول اللہ صلعم والصحابۃ حرص فی قیام اللیل کان کل

منہم یاتی بالتراویح والکر وکذا فی زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمن عمر

رض خاف ان یندرس فامر الصحابۃ ان یقوموا علی ان یصلوا بالجماعۃ وزینوا المساجد

بالقنادیل لم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال قام

اللہ امور عمر کما قام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ

وفی الجامع سنۃ موکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع مردود الشہادۃ وہی سنۃ

للرجال والنساء یعنے نہایۃ المرادین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب

ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ

اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھ جیسا جماعت کو

سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت جماعت نے کہا ہے

کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اسکو دو رات اور بے

شبہہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چھوڑ دیا اسکو

خوف سے واجب ہو جانیکے یعنے اگر واجب ہو جائیگی تو امت پر مشکل پڑجائیگی

اور تہا رسول اللہ اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے میں رمضان

کی اونکو ؛ کوئی اونمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانے
مین ابوبکر رض کے پڑہتے تہے ؛ پہر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے
زمانے مین ڈرے اس سنت کے چہوٹنے سے ؛ تب صحابون نے عمر رض
کے ساتہہ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو
قندیلونسے آرائش کرین اور اسوقت حضرت علی رض حاضر نہتے ؛ پہر جب
انہون نے جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی قائم رکہے عمر کے کام کو
جیسا انہون نے قائم کیا ہمارے نبی کی سنت کو ؛ پس ثابت اور صحیح ہوا کہ
حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی ؛ اور حجت جو کتاب معتبر ہے
اوسمین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی ؛ اور وہ سنت ہے مردون
اور عورتون کے حق مین ؛ اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح
مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی ؛ اسواسطے
کہ جیسی سنت پیغمبر خدا کی امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاء راشدین
کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین
لکہا ہے عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ الْمَهْدِیِّینَ تَمَسَّکُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَیْهَا
بِالنَّوَاجِذِ ؛ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفونکی کہ
رشد اور ہدایت پاے ہوے ہین اور چنگل مار دو اون سب سنتون پر اور سخت پکڑو

اون سب کو والتیوسے اپنے :: آہ ہوا ان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت
پڑہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے :: جواب حدیث تیسیر الوصول کی فصل
صلواۃ الوترمین :: وعن عبد العزیز بن جریج قال سالنا عائشۃ رضی اللہ عنہا
بای شیٔ کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرء فی الاولیٰ
بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ
احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال
کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتون سے وتر پڑہتے تہے پیغمبر خدا
تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑہتے تہے وتر کی پہلی رکعت مین سورۂ
سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس :: نکالا اس حدیث کو ترمذی
اور نسائی اور ابو داؤد نے :: اور اوسی تیسیر الوصول مین ہے وعن عائشۃ
رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا :: سلام نہین پہیرتے تہے
وتر کی دو رکعت مین یعنے وتر کی نماز مین دو رکعت کے بعد سلام نہین
پہیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھہ پڑہتے تہے :: اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روایت عائشہ رض النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث :: وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلاث روایت

عائشہ رضی سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت اور حسن بصری
رضی سے حکایت ہے کہ اگلی لوگونکا اجماع ہے وترکی تین رکعت ہونے پر ۔ اور
تبیین الحقائق مین ہے ؛ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی
بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یٰاَیُّہَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ؛ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت پہلی رکعت
مین سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین
قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعاے قنوت پڑہتے اور اسی طرح بحر الرائق
مین بہی لکہا ہے ؛ تیرہوان سوال حنفی علما کے نزدیک وے سب حدیثین جو
اوپر کے جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری حدیثونکی نسبت
جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون اور اونکی
تحقیقات کی رو سے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین ؛ جواب یہ سب حدیثین جو اوپر
لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے جمع کرنیوالون نے
اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ جو حدیث صحیح پایا اسی کو اپنی کتاب مین لکہا ؛
پہر دوسرے علما و محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون حدیثونکو جو تحقیق کیا
تو صحیح اور معتبر پایا ؛ پہر اسی واسطے اون حدیثونکو فقہ کی کتابون مین بہی اخذ
کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثونکو دلیل گذرانا ؛ چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق
مذکور ہوئی ہین ہر ایک کو کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتہہ

لکھا گیا ہے جسکو تیہہ ہو تو اون کتابوں سے ملاحظہ : مثلا امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکھا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے آمین کو امام احمد حنبل اور ابوداؤد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین و طبرانی نے اپنی معجم مین اور دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین ۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ ۃ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام شافعی رح اوس سے دلیل لاتے ہین اوسکو یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہے ۃ قال الشافعی یجہر بہا لحدیث وائل انہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال آمین ومد بہا صوتہ ورواہ ضعفہ یحیی ابن معین فلا یلزم حجۃ ۃ اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث کو معلول کہا ہے ۃ اور اسیطرح سے حدیث جس مین ذکر ہے کہ حضرت نبی نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پہر اور تکبیر و نکے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر السعادت مین لکھا ہے (کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود درین حسن است) اور اسی طرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے اس حدیث کو

روایت ور صحیح کی ہے ؛ جیساکہ ابوداؤد نے اور امام محمد نے مؤطا مین اور
دارقطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے
اور ابویعلی نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے
یا اپنے مذہب کی رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے
اوس نے سناتہا یا جسکے وسیلے سے اسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نتہا اس سبب سے
اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ معتبر نہین ہے ؛ اگر ہو تو اسکے حق مین اور
اوسکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اسناد اوسکا ضعیف تہا ؛ ہمارے
علمائے محدثین اور فقہائے محققین کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہے
کیونکہ اونکے استاد جن سے اونہون نے سناتہا وے سب عادل اور ثقہ تہے
اور سب علمائے حنفی کا اون سب حدیثون پر عمل ہے ؛ پس بے شک اون کے
نزدیک یے حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین
بلکہ علمائے حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے ؛ جیساکہ عنایہ
اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے مشہور اور بڑی معتبر کتابین ہین
لکہا ہے ؛ قَالَ عبدالله بن مسعود رض ترک الناس الجهر بالتامین وما ترکوا الا
بعلمهم بالنسخ ؛ یعنے لوگون نے شور کرکے آمین کہنا چہوڑ دیا اور نہین چہوڑا اسکو
مگر جب کہ یقین حاصل ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر ؛ اور اسیطرح سے حدیث
رفع یدین کی بہی منسوخ ہے ؛ جیساکہ شیخ عبدالحق دہلوی محدث نے شرح

سفر السعادت مین لکھا ہے ❊ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور عنایہ مین ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ ❊ قال مہ یاہذا فان ہذا شئ
فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ ❊ یعنے نکر رفع یدین اسے فلانے کیونکہ اس رفع یدین
کو حضرت نبی نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعناہ وترکہ فترکناہ ❊ یعنے حضرت نبی نے جب رفع یدین کیا تہا ہم نے بہی
کیا تہا آپنے اور جب چہوڑ دیا ہم نے بہی چہوڑ دیا آپسے ❊ چودہوان سوال
اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان
حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور انکو صحیح نجانے اور دوسرے حنفیونکو
برخلاف ان کے سکہلاوے اور دوسری حدیثونکو اون حدیثونکی نسبت
صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسرونکو سمجہاوے اور لوگونکو فقہ کی کتابونسے
بد اعتقاد کرواوے اور یون کہے کہ قرآن اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ
کی بات مت سنو اور تقلید کسی کی خصوصًا مذہب حنفی کی نکرو اور حنفی علماء کے فتوا
اور اتفاق کو نمانو اور اسکے سبب لوگون مین سخت اختلاف و بڑی لڑائی پڑے
اور آپس مین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر کرے بلکہ اگلے علماء حنفی اور کتب
حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا کہے تو وہ حقیقت
مین اگلے حنفی علما کا بلکہ تینون امامونکا مخالف ہوا اور اون بڑے علما کو نہ

اپنے سے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین ۞ اور ایسی حرکت سے اوسکی
یہ جو سیکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار
دیکر متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندہی تھی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو
توڑکر لوگونکو خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین ۞
جواب تیرہوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وے سب حدیثین علماء حنفی
کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہین بس جو کوئی اون کو غلط سمجھے اور صحیح
غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف
ہوا پہر جب وہ کسی کا مقلد نہوا تو بے شبہہ سب کا مخالف ٹہرا اور ظاہر ہے
کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور غیر منسوخ
نہین سمجھتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے بوجہتا ہے بلکہ وہ اور حنفیونکو
اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکہتا ہے اور برخلاف اوسکے سمجہاتا ہے
اور ترغیب دیتا ہے اور اونسے بد اعتقاد کرتا ہے تو بیشک اون بڑے علما
کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے ۞ اور بے شبہہ مسلمانون
کی جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دلین شک اور تردد ڈالتا
ہے ۞ اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علما سے بد اعتقاد
کرواتا ہے ۞ اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف
سمجہانے سے علماے حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت

کرتے ہین اور اونکے تقلید کو برا جانتے ہیں تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے
باز رکہنے والا اہوا اور گمراہ بنانے والا اشرار دلیلین اسکی آگے آتین ہین ٭
پندرہوان سوال اس گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے
ہین اور جن جن مسجدونمین بڑی ساری جماعت حنفیونکی ہوتی ہے جاتے نہین
ہوتے ٭ خصوصا صاحب مجلس ہین کہ حنفی علما حاضر ہون بیٹہن جاتے اور اونکی
اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چہوڑکر اپنے گروہ کے ساتھ ہوکر دوسری
جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بہی اوسی طرح سمجہاتے ہین اور ائمہ مجتہدین
کو برا کہتے ہین ٭ اور اونکی اور اونکی کتابونکی حقارت کرتے ہین ٭ اور دوسرون
سے بہی کرواتے ہین ٭ اور اونکے مقلدون کو برا جانتے ہین اور اکثر مسائل
میں فقہ کے خلاف کرتے ہین ٭ اور بندون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین
سکہلاتے ہین ٭ اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت
اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہیں ٭ اور اونکو علماے حنفی
اور کتاب حنفی سے بد اعتقاد کرواتے ہین ٭ اور اون سے اور دوسرے
حنفیون سے لڑواتے ہین ٭ اور اونکے آپس مین خلاف اور جدال اور فتنہ
اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈالتے
ہین ٭ یہان تک کہ اونکے آپس مین ایک مجلس مین بیٹہنا اور کہانا اور پینا اور
ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہے ٭ اور صاحب اونکو

وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسے افعال سے
باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پہرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے
ہین اسی طور کی بہت سی گفتگو ئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین
کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے ؛ تو یہ سب افعال اور اقوال
اونکے شرع شریف مین قبیح اور برا اور وہ لوگ مفسد ٹہرے اور قرآن اور حدیث
مین ایسے افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین ؛ اور جسکو
قدرت اور قوت ہو جیسا حاکم یا نائب وسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی
اور جسکو اس قدر طاقت نہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرتے اور جسکو اس کی
بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا
جاننا لازم ہے یا نہین ؛ جواب اون لوگونکا جب یہ سب حال ہے تو
بے شک سب افعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع اور وہی لوگ دین مین
مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اسطرحکے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی
ہے ؛ اور بادشاہ اور نائب کو اسکے سزا دینی اون لوگونکو اور جسکو قدرت ہو
تو انکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا
اور اونکے ساتھہ صحبت نہ رکہنی اور انکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب ہے
جیساکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین تیرہوین سپارے کے نوین رکوع مین
فرمایا ہے قال وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الی آخر وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰئِکَ

لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسو لوگون
پر لعنت ہے اور انکو ہی برا گہر ۔ اور بیسوین سپارے کے گیارہوین رکوع مین لکہا
قال اللہ تعالی ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنے اور نہ
چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہے فساد ڈالنے والونکو ۔
اور دوسرے سپارے کے نوین رکوع مین ہے واللہ لا یحب الفساد اور اللہ نہین
دوست رکہتا فساد کو ۔ اور جامع الاصول مین ہے عن عرفجۃ رض قال رأیت
رسول اللہ صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انہ سیکون بعدی ہنات وہنات
فمن رأیتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائناً من کان فاقتلوہ فان
ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع المفارق الجماعۃ یرکض اخرجہ مسلم ۔ روایت
ہے عرفجہ رض سے کہا دیکہا مین نے رسول اللہ کو منبر پر خطبہ پڑہتے سو فرمایا حضرت
نے مقرر نزدیک ہے کہ میرے پیچہے بری چال پہیلیگی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ
جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکہتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین جو
کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتہ ہے جماعت پر اور مقرر شیطان
ساتہ ہے جدا ہونے والے کے ٹہوکر مارتا ہوا ۔ لیکن اسقدر ہے چاہیے کہ
ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اس مین فساد
اور زیادہ ہوگا ۔ اور مشکوۃ کے باب الاعتصام مین ہے وعن ابن عمر رض قال
قال رسول اللہ صلعم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن عمر

سے کہا فرمایا پیغمبر خدا نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی ؛ یعنے اکثر علما جس طرف ہوں اونکی بیعت کرو کیونکہ جو شخص کہ دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع سے جمہور علما کے توڈالا جاوے گا وہ جہنم کی آگ مین ؛

وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ انّ اللّٰہ لا یجمع امّتی علی ضلالۃ و ید اللّٰہ علی الجماعۃ من شذّ شذّ فی النار یعنے کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک خدا تعالیٰ نہین جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنے ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہی حق اور صواب ہوگا ؛ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنے اللہ تعالیٰ جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے ؛ جو کوئی جماعت سے نکلے گا اور اونکے طریقے کو چھوڑے گا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ مین ؛ اور مشکوٰۃ کے باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابی سعید ن الخدری رض عن رسول اللہ قال من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے برے کام کو توچاہیے کہ تغیر دیوے اُسکو اور باز رکھے اُسکو اپنے ہاتھ سے یعنے مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جس طرح سے ہو سکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دے یعنے منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے ؛ پھر اگر زبان سے بھی

علامت نہ کہے تو دل سے اسکو تغیر دیوے یعنے دل سے اوسکو برا جانے اور
اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکھے ✦ اور خالی دلسے برا جاننا
ضعیف تر ایمان کا ہے یعنے ادنا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو برا جانے
اور اسی بات میں ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا
سے مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُونَ
إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنے نہیں ہے کوئی قوم کہ کیے جاویں اونکے
درمیان برے کام پہر وسے قوم قدرت رکہیں دفع کرنے پر اوسکے پہر اونکے
ساتہ اوسکو دفع نکریں تو نزدیک ہے کہ گہیر لیوے اون سبکو عذاب خدا کا
اور مشکوٰۃ کی جلد رابع کے ۱۹۲ صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا ہے ✦
وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالیٰ عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ أَمَا
وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي
رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَاءَكُمْ
أَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيهِنَّ كَانَ كَمَنْ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ
مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ رواه الترمذی و ابن
ماجہ ✦ روایت ہے ابی ثعلبہ رض سے تفسیر مین اس آیت کی عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ سو
کہا ابی ثعلبہ رض نے سن رکہو قسم خدا کی مقرر مین نے پوچہا ہے اس آیت

سے پیغمبر خدا کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی
منکر کرنا ؛ فرمایا حضرت نے نہ چھوڑو بلکہ لوگونکو اچھی باتین بتاو اور بری باتونسے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو لے سننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ
اوسکے تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی
جاتی ہے ؛ اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرت پر اور دیکھے تو
اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا
عالمونکی طرف ؛ بلکہ آپ ہی فتوی اپنے خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا ؛
اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے تو ایک نہین ہو سکتا یعنے ایسا کوئی کام
برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین رہنا اختیار کرے تو بے اختیار
تیری طبیعت اودہر رجوع کرے اور اوس مین جا پڑے ؛ یا مطلب یہ ہے کہ
ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل
ہے سو اگر اونہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے ؛ یا مراد یہ ہے
کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنے تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو ؛ پس ان
باتون پر لحاظ کر کے اپنے تئین سنبہال ؛ اور بچا رکھہ آپ کو برے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگونکو اور الگ ہو جاو اونسے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر ؛ کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ جس مین
تمکو صبر کرنا چاہیے ؛ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛ پہر جسنے صبر کیا اون دنون مین

گویا اوسنے آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ؛ ایسے وقت مین شریعت کے حکم
پر چلنے والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل
کرتے ہین اور اس آفت مین پہنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین ؛ عرض
کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین
سے ہین ؛ فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے ہین روایت کیا
اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے ؛ یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ
عبدالحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے ؛ اور چوتہی جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف
کی باب اشراط الساعۃ مین ۲۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عن جابر
ابن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم
روایت ہے جابر رض سے کہا سنا مین نے نبی کو کہ فرماتے تہے مقرر پیدا ہونگے
قیامت کے قریب جہوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیونسے ؛ اور مراد جہوٹونسے
یا وے لوگ ہین جو حدیثین نئی نکالتے ہیں اور سناتے ہین یا وے لوگ ہین
جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وے لوگ ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر
کرتے ہین اور اپنی خواہش او برے اعتقاد کو اصحابونسے اور اگلی بزرگونسے
نسبت دیکر اپنے دلمین گمان کرتے ہین کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے
اللہ پناہ مین رکہے ہمکو ایسون سے ؛ یہ ترجمہ ہے شیخ عبدالحق دہلوی کی
فارسی شرح مشکوۃ کا ؛ اور پہلی جلد باب الاعتصام مین ہے ؛ عن ابی

ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم

روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے ہونگے آخری زمانے مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے کہ وے اپنے تئین مکر اور فریب سے عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور واعظون کی صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہون گے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک مین پھیلاوین ؛ اور لوگونکو جھوٹے مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاوین ؛ اور لاتے ہین تمہارے پاس حدیثین کہ نہ تم نے سنی اونہین نہ تمہارے باپ دادا نے اور مراد اون حدیثون سے یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسری آدمیون کی کہی باتونکو سو دور رکھو تم آپکو اون سے اور دور رکھو اُنکو آپ سے ؛ اس لیے کہ کہین گمراہ نکردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین خوب احتیاط کرو ؛ اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے سب مسلمان نہون اونسے الگ رہو ؛ خصوصا اون لوگون سے جو آدمیون کو بہت کرتے کے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلا سنت کے بہانے سے بُرے طریقے کی طرف دعوت کرتے ہین ؛ مثنوی مولوی روم قدس سرہ بالنظم

چون بسی ابلیس آدم روی ہست | پس بہر دستے نباید داد دست
حرف درویشان بدزدد مرد دون | تا بخواند بر غریبے زان فسون

انکہ صیاد آورد بانگ صفیر ؛ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ؛

یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہے ؛ اور مشکوۃ کے کتاب العلم مین ہے عن علی رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُہُمْ عَامِرَۃٌ وَّہِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْہُدٰی عُلَمَاءُہُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِہِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْہِمْ تَعُوْدُ رواہ البیہقی یعنے قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ اور خط اوسکا ؛ مسجدین اونکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکے بدتر ہونگے اوسے جو آسمان کے نیچے ہین ؛ فتنہ دین کا اونسے نکلے گا اور بیراد ونہین کی طرف پہریگا ؛ اور مشکوۃ فارسی کی چوتہی جلد باب اشراط الساعۃ کے ۲۴۴ صفحہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَاَقْصٰی اَبَاہُ وَظَہَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُہُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَہُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَہَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَہَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعَ رواہ الترمذی روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ

ـسے کہ جب ٹھہرالیوین لوٹ کے مال کو دولت یعنے دولتمند اور منصب والے
لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اوسمین متعلق ہے
اپنے قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین اور غریب ومستحق کو اوس سے محروم
رکہین اور سمجہا جاوے امانت کو غنیمت یعنے جو چیز امانت رکہی جاوے کسی
کے پاس اوسمین خیانت کرین ۞ اور اوسکو سجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون
سے ہاتہ لگتا ہے اپنا حق سمجہین اور سمجہا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنے زکوٰۃ کے
دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندہ سے اون
کے پاس سے مال لیا جاتا ہے ۞ اور سیکہا جاوے علم دین کے واسطے اور
شریعت کے حکمونکے پہیلانے کے اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین نزدیکی حاصل
کرنے کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت ونام بڑہانے کو اور دنیا کے سرداروں
سے ملاپ کرنے کو ۞ اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی بات مین
جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق اور دکہ دیوے
آدمی بے وجہ شرعی کے اپنی ماکو اور ملاپ کہے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے
اپنے باپ سے اور ظاہر ہوئین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدونمین جیسا اس
زمانے مین رائج ہوا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین بدکار ہووے
اور کاربار ہی اور معتمد بنے اپنی قومکا کہ سب لوگ اپنے کامونمین اوسکی طرف
حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہووے اور بزرگی او تعظیم کی جاوے کسی آدمی کی

اوسکی برائی کے ڈر سے ؛ مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہوجاوے پھر لوگ لاچار ہوکر ڈر سے اوسکی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجا لاوین اور علانیہ پڑہیں پھرین لوگون مین گانے والی عورتین اور اوکین لیجاوین ؛ اور ظاہر ہوون بجانیکی چیزین جیسے ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب و نشہ کی چیزین اور لعنت کرین اس امت کے پچھلے لوگ اگلون پر یعنے پچھلے اگلون پر طعن کرین اور انکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہیں اور اونکی پیروی سے انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجہیں جب ایسا کیا تو گویا اون پر لعنت بہیجی جیسا مذہب اسے اماموں کا اور رافضی لوگ صحابہ رسول اللہ اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم جب یہ باتین ظاہر ہوویں سرخ ہوا کے اور زمین مین زلزلہ ہونے کے اور اوسکی دہس جانے کے اور آدمیونکی صورت بدل جانے کے دوسری بری صورت سے اور پتہر گرنے کے آسمان سے اور قیامت کی علامتوں کے کہ ایک پر ایک ظاہر ہونگی جس طرح جواہر کا ہار جو کہ پرانا ہوا ہے اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے لگے ایک کے بعد ایک روایت کیا اوسکو ترمذی نے ؛ سولہواں سوال اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ مین حنفیون کے ساتھ جدال کرے مثلا وہ روایت فقہ کی رد مین کوئی حدیث لاوے مثل وسکو جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے فلانی حدیث

نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بہی کہین ضعیف ہوتا ہے
پہر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہین کہ جسکے
راوی مین کچہ خلل ہوا اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی
تو پہر ضعیف ہوتا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی
اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبہی اور کچہ بات درمیان مین لاکر شور غل
مچاوے کبہی اوس محدث پر طعن تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت
سے کہا جاوی کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہو تب کہے
کہ پیغمبر خدا کا فعل بہی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نے بہی مکروہ کام کیا نعوذ باللہ ہم پہر کیا کہین
پہر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق مین ہے اسواسطے
کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پہر شور کرکے کہنے مین وہ سنت موکدہ ترک
ہوتی ہے اس لیے ہمارے حق مین مکروہ ہو گیا • اور ایسا ہی ارسال یعنے رکوع
کے ارادے کے وقت ہاتہہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پہر اوپر کو ہاتہہ اوٹہانے
سے وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق مین مکروہ ہوا • پہر وہ اس
جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوسکے جواب مین کچہ
غور نکرے • اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع
یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی بہی کیون عمل کرتے
تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی

روسے ثابت ہے اگرچہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم نہوئی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اسمین کچھ خلل نہین ہ امام شافعی رح کچھ عالم الغیب نہ تھے کہ سب حدیث اور سب احکام شرعیہ کے انکو معلوم ہوتے ہ اور اسی کے کہنے کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے باوجود اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت کے زمانے سے اور تحقیق اونکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا تو پہر جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا ہے ہ پہر اس جواب کے بعد بہی سابق کی طرح سے واہیات تباہی باتین کہے ہ اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگونمین ظاہر کرے تب اسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہے تو کہے کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد اسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو حدیث مین دکہلاو ہ تب اسکو بتلایا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث فلانی فقہ کی کتاب مین ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہا نے لکھا ہے حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے تخریج کیا ہے ہ پہر جب کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مسند رکنیا موطا محمد یا مسند امام ابوحنیفہ مین ہے تب یون کہے کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہاں وہ حدیث صحاح ستہ مین دکہلاؤ ہ پہر جب اسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی میں مثلاً ہے تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اوسکو تو ابوداؤد نے ضعیف کہا

پہر جب وسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور بہت سے فقہا نے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پہر ایک محدث کا اوسکا ضعیف کہنا اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچہ اعتبار نہین رکہتا پہر وہ شخص یہ جواب سنکر ہی سابق کیطرح لایعنی بے معنی بکتا ہے ٭ تو اب علما سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکہے گئے ہین صحیح ہین یا نہین ٭ اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق سب مذکور ہوے نہ سنے اور اپنی جدال ونزاع سے باز نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا ہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہا نے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابونکو نہ مانے اور فقہاے محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدونکو اونکی پیروی سے باز رکہے اور بیچارے عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے بد اعتماد کروا وے اور امام اعظم کی تقلید سے چہڑوا وے اور اس اسطرح کے بے معنی شبہہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہو چکا جاہلون کے سامنے بیان کرے اور انکو سکہلاوے اور جواب اوسکا نہ ملنے ٭ تو وہ گمراہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضلال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ

بنانے والا ہے یا نہین ؛ جواب وے سب جوابات کہ اس شخص کے سوالات
مین دیے گئے ہین سب درست اور راست بے کم وکاست ہین ان سب
جوابون کی صحت وحقیقت مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہے اور ایسا شخص جسکے
احوال سوال مین مذکور ہوا اپنے ہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالی اعلم
حقیقت حال ہے اوسکے بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانے والا اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
وہ شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے ؛ اور آیہ شریفہ ماضربوہ
لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون کے مورد کی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہے ؛ وعن ابی امامۃ رضی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ہدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرأ

رسول اللہ ہذہ الآیۃ ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون رواہ احمد والترمذی
وابن ماجۃ ؛ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول نے گمراہ ہوئی
کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ تھی مگر جب کہ دی گئی انکو جدل اور جدل کے
معنے دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا اور پیچھے اپنے طریق کی جس سے مشہور اور رواج
کرین جھوٹے مذہب کو اور گرادین سچی بنیاد کو ؛ پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت
ماضربوہ آخر تک ؛ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ جب باری
تعالی نے ؛ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم ؛ مقرر کیا اور سوائے

اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب ایندھن ہین جہنم کی شرک کرنیوالے خوش ہوے اور دھوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسی عم سے بہتر نہین ہین اور عیسی عم بھی معبود نصارا کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ مین جاوینگے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی اونکے ساتھ رہین۔ اس مقام مین فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنے یہ بحث جو کافرون نے تیرے ساتھ کی ہے نہین کی انہون نے مگر جھگڑے اور ضد اور شرارت کی روسے۔ کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی عم کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لیے نہین ہے چیز کی معنی مین مقرر ہے جسکے معنی جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لیے مقرر ہے جسکے معنی جو شخص اور یے لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے شوخی ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچھ کرکے یون کہتے ہین۔ اور روایت ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تہی۔ حضرت نے فرمایا اوسکو کہ افسوس ہے تیری او پہ پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے بے خبر ہوا اِن اِلٰ اگر کوئی حدیث کہ جس پر عمل حضرت امام اعظم کا ہوا اور اونکے بعد ہزارون محدث اور فقہا اور علما نے اُس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتاب مین بھی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہو ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکی

خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ہے تو اوس حدیث مین کچہ شبہہ یا خلل ہوگا یا نہین ۔ اور اس حدیث کے موافق عمل کرنے مین کچہ نقصان ہے یا نہین ۔ الجواب اس باتکا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اوسکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات ور تمام اقسام اوس کے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکہا ہے خوب یاد رکہتا ہو ۔ اور سب احادیث احکامی اور اس کی سند کو اور سب راویون کے احوال کو اور معانی اور مرادات در تاویلات کو اچہی طرح تحقیقات کیا ہو جیساکہ جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند امور مذکور ہونگے ۔ اور سب اقسام احادیث احکامی کے جیساکہ شروح کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو ۔ اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو ۔ اور قوت تمام اور استعداد کمال احکام قیاسی کے نکالنے کی بہی رکہتا ہو ۔ اور فقیہ اسکو کہتے ہین کہ احکام شرعی کو اونکی دلیل کے ساتہ جانتا ہو ۔ یعنے ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے قرآن یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو ۔ اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو ۔ اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کا

عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو
یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے
محدثون کا یہی حال تہا + پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اوس
کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچہ معتبر نہین ہے + خصوصًا جیسے مجتہد امام اعظم رح
جنکا زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانے سے بہت نزدیک تہا اور وے
تابعین مین سے تہے + بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین
اور بہت سی تابعین سے + جیسا کہ در مختار کے خطبے مین ہے سوا اونہون نے
جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو
اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب
اونہون نے بہی اپنی کتابون مین اوسکو درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث سے
دلیل لائے تو اب اس حدیث کی صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسیطرح کا شک شبہہ نہین رہا
پہر اونکے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اونکے
اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹہ آٹہ دس دس واسطے راویون کے بلکہ
زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا امام اعظم کا تہا نہ تہا بلکہ قریب بہی نہ تہا
بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ویسا کمال نہ تہا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا
اگر اونہون نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے
یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث

ہوگئی اور وہ لوگ انکے نزدیک معتبر تہے اگر اوس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف
کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا کے صحیح کہنے کے قابل ہین اونکے مقلد
کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لائق اعتبار
نہین ہے ÷ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہے
عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہے اسواسطے
کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب
مین درج کر کے ہر مسلہ پر دلیل لائے ہین ÷ اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو
اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے ÷ اور اگر کوئی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت
کی وجہ کو لکھا ہے ÷ برخلاف محدثون کے کہ اونہون نے صرف اسی بات کا التزام
کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پہر وہ اور کسی طرح سے
ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو ÷ جیسا کہ جو کتابین حدیث کی کہ صحاح
ستہ کر کے مشہور ہین اونمین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوئی ہین ÷ چنانچہ شیخ
عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکہ دیا ہے جسکا
خلاصہ یہ ہے ÷ اور امام ہمام نے فتح القدیر مین بکار کر بسم اللہ پڑہنے کے
مسالے مین لکہا ہے ÷ پہر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد متقدم کا اور بہت
سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اوسپر ہوا

سنے بالاتفاق اسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بہی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین ہے ؛؛ انشاء اللہ تعالیٰ

سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلا لہو یا پیپ کسی پھوڑے سے نکلنے مین جو ابوحنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے یا کسی مذہب کی رعایت نکرے مثلاً ذکر کے چہونے سے بہی جو شافعی رح کے مذہب مین وضو کا ناقض ہے وضو نکرے ؛؛ بلکہ اگرچہ ایک وقت مین یہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نکرے ؛؛ حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبہی نکرے ؛؛ اور علماے حنفی سے بغض اور عداوت رکہے اور جو کوئی ابوحنیفہ رح کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہے

سوال ایسے کے پیچہے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین ؛؛ جواب ایسے کے پیچہے ہرگز نماز درست نہین ہے ؛؛ در مختار فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہے اور وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوس مین لکہا ہے ؛؛ ومخالف کالشافعی ان تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمها لم یصح وان شک کرہ یعنے جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکے تین حال ہین ؛؛ اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے سے پیچہے مشتہ

جو چیز کہ حنفی مذہب مین اوسکے نماز جائز نہین ہے اوس سے وہ شخص
احتراز کرتا ہے تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین ÷ جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی
المذہب رعایت کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی
اقتدا درست نہین اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنے ایسے شخص کا حال
معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پہر جب
معلوم ہوا کہ جو شافعی المذہب کہ ہماری مذہب کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا
درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نکرے تو بے شبہ اوسکی
اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہوویگی ÷ اور فتاوی عالمگیری مین کہ
تمام علمای ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکہا ہے اَلْاِ
اَلْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ قَالُوْا لَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز مین ہے
لا باس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنے شافعی المذہب کے پیچھے اقتدا
مضائقہ نہین اگر متعصب نہو یعنے حنفی لوگون سے بغض نرکہتا ہو ÷ پہر جب کہ کوئی
شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست نہین
ہے تو پہر ایسا شخص کہ علمائے حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے ÷ اور بحر الرائق مین ہے وَاَمَّا الصَّلٰوةُ
خَلْفَ الشَّافِعِيَّةِ فَمُحَصَّلُ مَا فِي الْمُجْتَبٰى اَنَّهٗ اِذَا كَانَ مُرَاعِيًا لِلشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ
عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِيْحٌ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِيَّةَ لِلشَّافِعِيَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ مُخَالِفٍ

المذہب کذلک کوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو ان سب شرطون اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے ؛ اور اگر رعایت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے ؛ اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کی ۱۲ صفحہ مین لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین ؛ اکیسوان سوال سوائے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابوحنیفہ اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین ؛ اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین ؛ جواب اولا جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا نے قران کو لکھنے اور جمع کرنے کو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا ؛ پھر بعد حضرت کے سب اصحاب نے اتفاق کرکے ایک طور پر مقرر کیا ؛ اس سبب سے کلام الہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا ؛ بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی نے نہ لوگونکو جمع کرنے کو حکم فرمایا اور نہ اصحاب نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اون کے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض اونکے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنا جانتے تھے الگ الگ انہون نے

اپنی اپنی یاد کے موافق اور جنے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہ جمع کرکے
ایک کتاب بنائی ؛ سواس لیے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا ؛
اور سب حادیث ایک جگہ مین جمع نہوئین اوراسی جہت سے صحاح ستہ
جو حدیث کی چند کتابین لوگون مین مشہور ہین اونکے آپس مین بہت اختلاف
ہے ؛ اور اونمین سب قول و فعل حضرت کے جمع نہین ہین ؛ بلکہ ان چہہ
کتابونکے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین ؛ اور جیسی وے چہہ کتابین معتبر
ہین ویسی وے بہی معتبر ہین ؛ جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور
حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ ؛ اوراسقدر
جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چہہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب
حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف و معلول بہی ہین ؛ جیسا کہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکہا ہے اور
امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلے مین لکہدیا ہے
اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَيْسَ حَدِيثٌ صَرِيحٌ فِي جَهْرِ التَّسْمِيَةِ اِلَّا وَفِي اِسْنَادِهِ
مَقَالٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيثِ وَلِهٰذَا اَعْرَضَ عَنْهُ اَرْبَابُ الْمَسَانِيدِ الْمَشْهُورَةِ فَلَمْ يُخْرِجُوا
شَيْئًا مِنْهَا مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلَى اَحَادِيثَ ضَعِيفَةٍ بیسوان سوال حدیث مین آیا ہے
کہ رسول نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقے ہونگے اونمین سے بہتر
ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور

احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹہراویگا ؛ سوا اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک
فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور
احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوا رکھتا ہے ؛ جواب پہلے جاننا چاہیے
کہ ایک فرقہ سنت و جماعت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل
لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ
اسمین سے سنت و جماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل
سنت و جماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر
عمل واجب جانتے ہین ؛ اگرچہ اوسکی حقیقت یا کنہ عقل مین نہ آوے ؛ بلکہ گرانکی
عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے حکم کرے تو بہی عقل اور خواہش کی
پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے ہین
اور پیغمبر خدا کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتی
ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس
سے ناخوش ہو ؛ برخلاف اور گروہون کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ اونکا
یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش
کے مطابق ہوا تو جلدی سے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن
و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر اعتقاد رکہتے نہ عمل مین لاتے
بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی کرکے جس بات کو

اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد اور عمل رکھتے ہین
اور اوس پر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے
ہو دلیل لاتے ہین ٭ اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل
اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہین ٭ اور
کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے دلیلین ضعیف مہمل
یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین ٭ اسی واسطے
اہل سنت وجماعت اون لوگونکو اہل ہوا کہتے ہین یعنے خواہش
نفسانی کی پیروی کرنے والے ٭ چنانچہ رافضیون نے بسبب لفظ
حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم آیۃ قرآن
کے معنومین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق
وسباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکے اندہے بنکر حکم کیا کہ عورت کی دبر مین بہی خول
کرنا جائز ہے ٭ اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی عقل مین نآئی ٭
باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہوگئے ٭ اہل سنت و
جماعت اوسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر چہوڑا کہ
عقل آدمی کی اوسکے دریافت سے عاجز ہے ٭ اور قوم رافضی حضرت ابوبکر
رض کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اس کے کہ تمام صحابی کا اونکی
خلافت پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نتہا اس اجماع کو

نہین مانتے ہین ÷ اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار تہے اونکو جبار جانتے ہین اور بد کہتے ہین ÷ الغرض سوائے اہل سنت و جماعت کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا اسواسطے وے جہنمی ہوئے نعوذ باللہ منہا ÷ اور سنی لوگون نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اس لیے وے جنتی ہوئے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَهُم فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ÷ اکیسوان سوال اس زمانے مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگونکا سا ہو وے یعنے اپنی عقل اور اپنی سمجہ اور اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علما کے اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نمانین اور اسکو حق نہ سمجہیں۔ اور سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی رائے پر چلین اور اوسکو رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اس پر تو عمل کرین اور جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوسکی تاویل کرین ÷ مثلا جب وے قوم کہین کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل مین نلاو بلکہ یون بہی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی جماعت ہون اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کی باب الاعتصام کے ۲۴ صفحہ مین موجود ہے ÷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رسول اللہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے بیشک اللہ جمع نہیں کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم میں ۔ وعنہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ اور اونھیں ابن عمر رض سے روایت ہے پیروی کرو بڑی جماعت کی سو تحقیق یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین ۔

وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جسنے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت پھر بیشک نکالا اوسنے ڈوری اسلام کی اپنی گردن سے ۔ پھر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جس کا مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکھا ہے کہ اس زمانے مین اگر کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بھی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سے اختیار کر لے ان چار کے خلاف نکرے ۔ اور کوئی نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے ۔ چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سے علماے حرمین شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ و نظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی عبارتیں

ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تا تب اس کے جواب مین کبھی چپ
رہ جاوین کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین
کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ بھی
بھی درست ہو جائیگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا و اہل بدعت و اہل شرک
اور کہان اجماع علما؛ الغرض علما کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال
کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علما کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کرواویں
اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل
سے ٹھہرا کے عوام کو بہکا دین؛ دوسری مثال یہ کہ جب انکو کہا جاوے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جو مسلمانون مین فتنہ اور فساد ڈلوائے اور اونکی جماعت مین تفرقہ کروائے
تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے؛ جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے
سوالات کے جواب مین مذکور ہوئی؛ سو تم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور
تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ تعالی نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے وَإِذَا
قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ یعنے جب انکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نہ ڈالو یہ
بہت برا کام ہے؛ تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ
اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہین اور دوسرونکو چلاتے ہین اور کہین
کہ ہم تو سنوارتے ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے
ہین قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا

کہ اماموں کو اور اونکی تقلید ونکو خصوصا مقلدون کو امام اعظم رح کے سمجھتے ہین کہ
وے لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے برخلاف عمل کرتے ہین سو یہ
جھوٹے ہین اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ یعنے مقرر وہی فساد والے
ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہین کرتے اور نہ باز آتے
تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا سبب بدعت
شیطانی اور وسواس نفسانی ہین مانند گروہ معتزلی ور رافضی کے اور اقوال اور افعال
مین مانند سی فرقہ ضالہ وگمراہ کے اور گنتگو اور سوالات اور جوابات مین
مانند منافقون اور مشرکون کے ہین یا نہین ؟ الجواب واللہ اعلم بالصواب
یہ گروہ بحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کی حقیقت حال سے بیشک
وتبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کی رو سے بدعتی اور
ہوا مین پڑے ہوے ہین اور بہت سے فرقہ ضالہ ومضلہ کی مانند اقوال اور
افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین اور مشرکون اور منافقون
کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنیوالے ہین ۔ سابق اسکے جوابون مین
دلیلین انکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور ہو چکی ہین مکرر اوسکے
ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بھی علم اور اوسکے دل مین کچھ
انصاف ہے تو اوسپر ظاہر اور باہر ہے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا وَمِنْ قَبِيحَاتِ اَقْوَالِهِمْ وَقَبَائِحِ اَحْوَالِهِمْ وَشَنَائِعِ اَعْمَالِهِمْ ۔ پانچوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبون مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو امام اہل اسلام کے ملکوںمین محمدی امت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین ؛ جواب یہ چار مذہب جو مشہور ہین انہین سے ایک کی پیروی کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا حاصل ہوتا ہے ؛ اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہے فتوی میں علماے الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کے کتاب تجنیس ومزید سے منقول ہے ان ابو حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد کل واحد منہم من اہل الذکر الذین یجب سوالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین فی طہارتہ وصلاتہ او فی شیء مما تجب علیہ التکلیف بقول واحد منہم مقلدا لہ فقد ادی ما علیہ ولیس لاحد ممن ہو فی درجۃ التقلید ولا المجتہد الانکار علیہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک اونمین سے ایسے عالم تہے کہ جنسے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہے ؛ پہر جب کوئی مقلدین سے پیروی کرے اونمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اوسپر ؛ اور نہین پہنچتا ہے کسی کو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر ؛ اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے

تدالمسائل کے ۹ دا صفحہ مین سائل کے جواب مین لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
چارون مذہب بدعت نہین ہین بلکہ پیروی ان مذہبونکی عین پیروی
سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چارون مذہبونکا اختلاف اصحاب کی تبعیت
سے ہے ۱۰ اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم وارد ہے ۱۰ یعنے صحابہ میرے تارے کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے راہ
پاؤگے ۱۰ یا اختلاف چارون مذہبونکا بسبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کلیح
صحیح جو انصون سے یعنے مضبوط دلیلون سے ثابت ہے ۱۰ پس پیروی ان مذہبونکی
حقیقت مین پیروی نص کی ہے ۱۰ اور اختلاف ان مذہبونکا اس سبب سے ہی ہے
کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور تہ تک پہونچا ۱۰ چنانچہ
صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگوکو بنی قریظہ کی طرف بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہے کوئی تم مین سے عصر
کی نماز مگر بنی قریظہ مین - پہر بعضون نے اونمین سے راہ مین نماز پڑہ لی یہ سمجہ کر کہ
حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت
آئے پر بہی نماز نہ پڑہین ۱۰ اور بعضون نے حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کرکے
راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے ۱۰ پہر جب حضرت نے یہ بات
سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور
پر جائز ہوا ۱۰ اور یہی طور ہے چارون مذہبون کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی

اور اُسی کتاب مین ہے ہرگز اون کے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید
اونکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر و باطن کے اعتبار سے ؛ پس ایسے حنفی
کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذاب کا ؛ اور یہ عبارت بھی اُسمین ہے ؛ فرض
و نفل کی نماز اونکے مقلد ونکی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جائیگی ؛ کیونکہ
تقلید اونکی تقلید سنت کی ہے ؛ اور دلیلیں اوسکی بہت سی کتابون سے آگے
مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی ؛ تیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبونکو
چھوڑ کر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام
جواب جب اجماع علما سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب کے سوا پیروی کرنی کسی کی
خصوصا ایک نیا مذہب نکال کر اوسکو رواج دینا بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص
کو شک اور تردد اور تسلکہ مین ڈالنا ہے ؛ اور اس جہت سے شریعت کا انتظام
جاتا بھی رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے ؛ اس لیے اس زمانے مین
نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے ؛ چنانچہ اکثر
علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے جیسا
کہ مسلم الثبوت مین ہے اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِ مِنْ تَقْلِیْدِ اَعْیَانِ الصَّحَابَۃِ
رض بَلْ عَلَیْہِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِیْنَ بَوَّبُوْا وَ هَذَّبُوْا وَنَقَّحُوْا وَ جَمَعُوْا وَ عَلَیْہِ بَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ
تَقْلِیْدِ غَیْرِ الْاَرْبَعَۃِ لِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یُدْرَ فِیْ غَیْرِہِمْ اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر
عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی

جنھون نے علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اونکی باپ
پر ابن صالح نے بنا کیا کہ سوائے اون چار اماموںکے اور کسی کی تقلید منع کی جاوے گی
اس واسطے کہ یہ سب باتین اور کسی مجتہدین معلوم نہین ہوئین ؛ اور اشباہ مین
ہے وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّۃَ الْاَرْبَعَۃَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِی التَّحْرِیْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ
عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْہَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَۃِ لِانْضِبَاطِ مَذَاہِبِہِمْ وَکَثْرَۃِ اَتْبَاعِہِمْ اور جو حکم
مخالف ہو اون چار اماموں کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے ؛ اور تصریح
کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس
مذہب کے جو مخالف ہے ان چار اماموںکے اس واسطے کہ ان اماموںکا مذہب
منضبط اور آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنے والے بڑی بڑی جماعت ہین
یعنے اون اماموں کے مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ ہین ؛ اور سواد اعظم
کی متابعت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا نے واجب فرمایا ہے ؛ تو پھر اس سے معلوم
ہوا کہ جس نے اون چار اماموںسے کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم
سے دور رہا اور پیغمبر کے حکم کا مخالف بنا اور اونکے فرمانیکے بموجب مستحق جہنم کا ہوا
جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ
شُذَّ فِی النَّارِ یعنے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص دور رہیگا
جماعت کی پیروی سے تو ڈالا جاویگا جہنم مین ؛ اور نہایۃ المرادین لکھا ہے وَفِیْ
زَمَانِنَا ہٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ ہٰذِہِ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِمْ

وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلِفِ فِيْهِ اَيْضاً ۔ قَالَ الْمُنَادِيْ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَجُوْزُ الْيَوْمَ
تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ترجمہ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی
ہے تقلید انہین چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین
سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے ۔ اور کہا ہے منادی نے جامع
صغیر کی شرح مین ۔ جائز نہین ہے اس زمانے مین تقلید کرنی سوائے ان
چار اماموں کے نہ تو قضا مین اور نہ فتوی مین ۔ یعنے نہ تو قاضی کو درست ہے
انکے مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہے فتوی دینا ۔ اور تفسیر احمدی
مین ہے قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلَى اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا يَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ
مُجْتَهِداً مُخَالِفاً لَهُمْ یعنے بیشبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہے
مگر ان چار اماموں مین سے ایک کی ۔ پہر جائز نہین ہے پیروی کرنی اس شخص کی
جو اس زمانے مین نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا ۔ اور اسی تفسیر
احمدی مین لکھا ہے وَالْاِنْصَافُ اَنَّ اِنْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِي الْاَرْبَعَةِ وَاِتِّبَاعُهُمْ فَضْلٌ
اِلٰهِيٌّ وَقُبُوْلِيَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلتَّوْجِيْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ اور انصاف یہ
ہے کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین
یہ فضل ہے اللہ تعالی کا اور مقبولیت ہے اونکی ۔ پہر اس بات مین دلیل اور
توجیہ کو کچھ دخل نہین ہے ۔ اور شرح سفر السعادت کے ۲۱ صفحہ مین جو لکھا
ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ دین مجتہدون نے پیغمبر خدا کی حدیثون اور

اونکے اصحاب کی روایتون کو جنپکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا
کرکے تحقیق و تاویل فرماکے آپس مین اونکے موافقت اور مطابقت دیکر ایک
مذہب مقرر کیا ہے ٭ عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت
اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتہ سے نکلے ٭ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدونکی
پیروی کرین اور اونکے طریقے پر جاوین ترجمہ تمام ہوا ٭ اور بعض علما نے مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی روایت سے یون لکہا ہے کہ چارو مجتہدون نے
جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہئے
کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے ٭ تو یہ کہنا اونکا
اونکے زمانے سے علاقہ رکہتا ہے کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم
ہوئی ٭ اس لیے بعد اونکے جتنے علما گذرے باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے
کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہون کی اختلافات
کی شناسائی حاصل تہی پہر بہی وے اجتہاد کی راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی
سمجہ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستہرائی اور کتاب کی روشنی اور
بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور
سلیقہ عربی زبان کی بوجہ قدیم لغتون کے موافق اون مجتہدون مین تہی
اپنی ذات مین انہون نے نپائی ٭ اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل
کے نکالنے کی نہین حاصل ہوئی ٭ اور مسلمون کے نادرست و درست کرنے

ہین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون کے مقرر کی ہوئی میسر آئی ۔ حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون کی تقلید کے واجب ٹہر جانے پر اور اللہ تعالی اون پر رحمت کرے کہ اچھے طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین بہت سی نیک باتین پائی جاتی ہین ۔ اون مین سے ایک یہ ہے کہ لوگون کی سرشت مین یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنی سمجہ پر نازان ہوتا ہے ۔ اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملا او سپر اعتقاد رکہتا ہو پہر بہی بسبب اسکے کہ اوسکے دل مین ایک بات ٹہر رہی ہے اچھی بات کو بہی اون کی قبول نہین کرتا پہر اپنے برابر کے لوگون کے قول کا تو کیا ٹہکانا ۔ پس اس صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکے خلاف اگلونکے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا ۔ اس مین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی نرہتی اور ٹوٹ جاتی ۔ اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہوجاتا ۔ چنانچہ جب تک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوے تہے اور اونکی پیروی اختیار نہین کی تہی ستر اور کئی فرقے ہوگئے تہے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے ۔ مگر بعد اوسکے جب علمائون نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اون کے موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹہرایا تب اون چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو

توبسبب اجماع علماء دین دار کے اور مدد سے بادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج ہونے پایا ۔ خلاصہ انکی عبارت کا تمام ہوا ۔ اور فتوی میں علماء حرمین شریفین کے سے ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لِعَاقِلٍ اَنْ يَخْتَارَ فِي الدِّيْنِ طَرِيْقَةً اِلَّا مَا ارْتَضَاهَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَايَةً وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ عَلٰى حَقِيْقَةِ ذٰلِكَ وَلَمْ يُوْجَدِ الْمُتَّصِفُ كَذَالِكَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِيْقَةِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْهُمُ الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ يُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا اَوْلَمْ يُجْمَعْ عَلٰى حَقِيْقَتِهِ وَلَمْ تَتَلَقَّهُ الْاُمَّةُ كَافَّةً بِالْقَبُوْلِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ حاصل یہ ہے کہ لائق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقے کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علما اور پچھلے فضلانے اور روایت اوسکی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے ہر زمانے مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علمانے اون کی حقیت پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہے ۔ اور جو مذہب کہ تواتر سے منقول نہین ہے اور علمانے بھی اوسکی حقیت پر اجماع نہین کیا ہے اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنے ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین ہے ۔

چودہوان سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکھتا ہو اسکو واجب ہے کہ کسی ایک شخص کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے

کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے ؛ جواب تقلید یعنے پیروی
کرنی کسی امام مجتہد کی اسپر واجب ہے ؛ اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
موافق اپنی سمجہ کے درست نہین ؛ لیکن یہ معلوم کرلینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد
سے وہ شخص ہے کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہے اور سب فاضلون کے
نزدیک اجتہاد اوسکا مقبول ہوا اور اوسکا مذہب ہر طرف منتشر ہوا ہو ؛ سوا ایسے فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ
یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل شرق اور غرب اگر ترا ہ سب اہل عجم
اور عرب کا اون کے اجتہاد پر اجماع ہے ؛ اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے
عظام کہ اونکے بعد گذرے اونہین چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے ؛ اور
اونکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب پر اجماع علماء کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے
اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے مروی ہے ؛ جیساکہ تفصیل ان باتون کی جواب میرزا
سوال سابق کے مذکور ہوئی ؛ نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے
جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظم سے یا اپنے زعم سے
اوسکو مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے ؛ دلیل اس حکم کی
بہت سی کتابون مین لکہی ہے ؛ اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکہا جاتا ہے
کفایہ شرح ہدایہ کے کتاب الصوم مین ہے ؛ اَلْعَامِّیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہُ اَنْ
یَاْخُذَہٗ بِظَاہِرِہٖ لِجَوَازِ اَنْ یَکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰی ؛
یعنے عامی جب سنے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہے کہ اوس حدیث سے اخذ

سے جو سمجھا جاوے اوسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنے اوسکے مراد
نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنے حکم مجتہد کے کہ یہ شبہہ اور گمان
وہان نہین ہے اس واسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور ایسی
کفایہ کی کتاب السلف والہ مین ہے إِنَّ الْمُفْتِيَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مِمَّنْ يُؤْخَذُ مِنْهُ الْفِقْهُ وَيُعْتَمَدُ
عَلَيْهِ فِي الْبِلَادِ ثُمَّ يُوجَدُ الْمُسْتَفْتِي فَإِنَّ الْمُفْتِيَ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَعَلَى الْعَامِّيِّ تَقْلِيدُهُ
وَإِنْ كَانَ الْمُفْتِي أَخْطَأَ فِي ذٰلِكَ وَلَا مُعْتَبَرَ بِغَيْرِهِ هٰكَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَابْنُ
رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى یعنے لائق یہی ہے کہ مفتی
ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور علم فقہ کو سیکھتے
ہون اور اس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہون اور مفتی جب اس
طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بھی کرے
اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھہ اعتبار نکرے یعنے جو مفتی اس طرح کا ہو
تو اوسکی پیروی کیجیے روایت کیا ہے اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ سے
اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابی یوسف سے ۔ اور تقریر شرح تحریر
مین ہے لَيْسَ لِلْعَامِّيِّ الْأَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ لِجَوَازِ كَوْنِهِ مَصْرُوفًا عَنْ ظَاهِرِهِ أَوْ
مَنْسُوخًا بَلْ عَلَيْهِ الرُّجُوعُ إِلَى الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِي حَقِّهِ إِلَى مَعْرِفَةِ صَحِيحِ الْأَخْبَارِ
وَسَقِيمِهَا وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوخِهَا فَإِذَا اعْتَمَدَ كَانَ تَارِكًا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِ یعنے عامی کو حدیث
کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہین ہے شاید اوس کے ظاہر معنے مراد

ہوون یا وہ منسوخ ہوتا بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اس
واسطے کہ اوس عامی کو معلوم نہین ہے کہ کونسی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح
ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پہر ایسا شخص جب اپنے فہم پر اجتہاد
کرکے کسی حدیث پر عمل کرے تو اوس نے جو واجب ہے اوسکو چہوڑنے والا
ہوا یعنے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے
اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکی آیا ہے غَیْرُ الْمُجْتَہِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُ
عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ مُجْتَہِدًا فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْہِیَّۃِ اَوْبَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنے
جو کوئی مجتہد مستقل نہوا گرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت
رکہتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے ؛ اور اشباہ مین ہے اَلْفَتْوٰی
فِیْ حَقِّ الْجَاہِلِ بِمَنْزِلَۃِ الْاِجْتِہَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَہِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکہتا ہے اوسکو
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کے موافق عمل کرنا واجب ہے
اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقرہ کی آیۃ فلا تجعلوا للہ اندادا کی تفسیر مین لکہا ہے کہ
کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت
وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام
زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشان را میسر است فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے وے

چہ گروہ ہین اونہین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشائخ
ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہے عوام امت پر اسواسطے
کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم این جیساکہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے: سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے
ہو تم: اور مولانا شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۱ صفحہ مین لکھا ہی
چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون
حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب اگذارد و عمل بحدیث کند یا نہ
درانجا اختلافی ور روش پیشیان وپسینان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
است ودیگران ہمہ تابع وے وچون بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است در پی
دیگرے رفتن معقول نبود واین طریقہ متقدمان است اما درین روزگار بس این
کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث وآثار را تتبع نمودہ وناسخ را از منسوخ
وصحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل فرمودہ وتطبیق وتوفیق میان آنہا
دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علماے ایشان را درین روزگار
این قوت وطاقت کجا ہست کہ این کار از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت
مجتہدان کردن ودر پی ایشان رفتن سبیلی نبود وچارہ نے: خلاصہ اسکا یہ
ہے کہ جب جماع سے علما کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا
ضرور ہے تو ہیر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذ

کے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث
پر عمل کرے یا نہین ؛ تو اسمین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف
ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشواے حقیقی تو پیغمبر خدا ہین اور دوسرے سب
تابع اونکے ؛ پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام فرمودہ حضرت پیغمبر کا ہے
تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہے ؛ لیکن اس زمانے مین یہ کام
بن نہین پڑتا ہے یعنے حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدون
نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو جنکر ناسخ کو منسوخ
سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اونکی آپس مین
موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون کو بلکہ
اس زمانے کے عالمونکو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتھ
سے نکلے ؛ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی پیروی کرین اور
اونکے طریقے پر چلین سوا اسکے اور کچھ تدبیر اور سبیل نہین ہے ؛ یعنے اس
زمانے کے لوگونکو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ
سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کی تاویل
کرین اور اگر دو حدیثون مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین ؛ اسواسطے کسیکو
جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے بلکہ یہی فرض
ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور حدیث پر

عمل نکرے۔ اور فتوی مین علما حرمین شریفین کے لکھا ہے الاجماع قد

حصل علی حقیة المذاہب الاربعة وخالف ذلک فیما سواہا وان الامة جمیعا قد

تلقت المذاہب الاربعة بالقبول ولم یحصل ذلک لغیرہا وقد اوجب اللہ تعالی

علی من لم یعلم طرق الاجتہاد ولم یعلم ما کان علیہ القدر الاول من الصحابة من

احوالہم وافعالہم ان یسال ولا یعمل الا بما یفتیہ المفتی من الائمة الاربعة لعدم

الحجة فیمن سواہم قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اجماع علما

کا حق ہونے پر اون چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور

کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارونکو قبول کیا ہے

اور انکے غیر کو قبول نہین کیا۔ اور بیشک خداے تعالی نے اوس شخص

پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو

بہی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکمون کو سوال کرے اور

عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام

کے ان چار امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور

کچھ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم

نہین جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت کے ۱۰ صفحہ

مین لکھا ہے۔ گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ

محدثین در صحت احادیث وتقدیم صحیح بخاری ومسلم قرار دادہ اند تحکم است

وجائز نیست درو سے تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری ومسلم وشک نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری ومسلم بآن جزم نمی توان کرد ؛ چہ جائز است کہ درواقع خلاف آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم درکتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح ؛ وہم چنین درکتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است درایشان پس مدار کار درحق رواۃ براجتہاد علما وصواب پدایشان باشد ؛ وہم چنین در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند با فی الکتابین راما یا راجح آید بران ؛ وحاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف امت ؛ وچون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودند ؛ پس انکار واعتراض برایشان بتقلید علماے محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد والزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم ومکابرہ است ؛ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے کہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سے اور یہ دونون مقدم ہین اور کتابون پر تو یہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے ؛ اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے ؛ اسواسطے کہ اون دونون کتابونکا صحیح ہونا یقین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور

مسلم نے جن شرطونکو کہ راویون مین اعتبار کی تہین وے سب شرطین اون کی تلاش کے موافق اون حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون ؛ اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وے سب شرطین اون راویون مین مجتمع تہین یقین نہین ہو سکتا ہے کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو ؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکہکر انہون نے مثلاً عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو ؛ اس لیے کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ اون راویون مین کچہہ خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے ؛ تو اب اعتماد اون کے احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد کہا ہو اور اوس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو ؛ تو پہر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے اون دو کتابون کے اور کسی کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اون کتابون کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے ؛ سو خلاصہ اُس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے

قول پر اعتماد ہے محدثون کے نہین ؛ یعنے جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو
پہر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح
ہے دوسرے کے قول پر اعتماد نہین ؛ تو پہر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث
قبول کر لی اور اوس پر عمل فرمایا تو پہر حدیث سے اون محدثون کی جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے ؛ اور مجتہد کو الزام دینا
محدث کے قول سے محض بیجا اور دعوی بے دلیل ؛ یعنے جب
کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روایت کر کے اوس کے موافق عمل کیا
تو اب اوسکے مقابل مین اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت
کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد
کی تقلید سے پہرنا اور اوسکے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست
نہین ہے ؛ اور شرح سفر السعادت کے ۳۳ صفحہ مین ہے نزد قدمای
ائمہ مجتہدین و کبرای الیشان علمی وافر از حدیث و معرفت جرح و تعدیل
و تنکیر و تعلیل و تطبیق و تاویل و ناسخ و منسوخ بود کہ الزام الیشان بہ تقلید
و متابعت احکام و اقوال علماے متاخرین از اہل حدیث نتوان کرد و
از حیطہ ضبط و ربط احکام مجتہدین نتوان عدول کرد بر طبق کلامی کہ از
شیخ ابن ہمام نقل یافت ؛ خلاصہ حکایہ یہ ہے کہ اگلے مجتہدون یعنے اون
چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح اور ضعیف وغیرہ

کی تمیزاو مین بڑی کامل تھی یعنے حدیثون کے احاطہ اور تلاش مین اور ہر
حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامونکو علم اور امتیاز تھا
اون محدثون مشہورون کے تئین اسقدر انکو علم تھا نہ تو امتیاز تھا * تو پہر اون مجتہدون کو
الزام دینا جائز نہین ہے قول سے ان محدثونکی اور حکم کرنے سے اوس جماعت کی یعنی محدثونکی
تحقیق کی لحاظ سے اور اونکی فہم کی اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہو سکتا
اور محدثونکے قول کی اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ
اس ہمام کی کلام سے منقول ہو چکا اور حاصل اس کا یون عبارت شرح سفر السعادت کا ہے کہ
امام ہمام ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور
کوئی محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیونکو
تقلید کرنی اوسکی درست نہین ہے * اور اسی طرح جس حدیث کو انہون
نے ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے راویونمین
کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین * بعضے محدثون نے اونکو عادل
سمجہا ہے اور بعضے دوسرے نے انہین غیر عادل ٹھہرایا ہے * تو ہو سکتا ہے
کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی
تحقیق مین غیر عادل ہو * اور اسی طرح جس راوی کو انہون نے غیر عادل
گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو * پس ایا اعتماد نہین

اگر مگر اس چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے ؛ پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک
حدیث کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے ؛ اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثون نے
روایت کیا ہے اور اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر
مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے ؛ اور اونکے
مقلد کو اس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہے ؛ این چہار
تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ
و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ
کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلے نیست ؛ و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند
یا رب مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برای
خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم ؛ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یے چار مجتہد دین
کے امام اور ملت الاسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو
اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سب کے میان موافقت اور مطابقت
دے اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و

جانفشانی اور مشقت وحیرانی اٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے جنکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے ٭ غیر مجتہد کو سواے پیروی کرنی ان چار امامون مین سے ایک کی اور کچھ تدبیر بن نہین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت کے اولیا بہی اسی مذہب پر تہے ٭ مگران لوگون مین سے جسکا رتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق ہو یا مخالف ٭ اور اوسی شرح سفرالسعادت کے ۲۶ صفحہ مین ہے وبالجملہ مذہب حق وطریق وصول بمنزل مقصود وابواب راہ بخانہ دین این چہار است ہرکہ راہی ازین راہہا ودری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودری دیگر گرفتن عبث وبیہودہ باشد وکارخانہ عمل را از ضبط وربط بیرون افگندن واز مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط وارتقی از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن واقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند وبراہ رخصت ومساہلہ وحیلہ اندوزی نرود ٭ واین طریقہ متاخرین است وشک نیست کہ این طریقہ محکم تر ومضبوط تر است ٭ ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود کے پہنچنے کی راہ اور اس کے گہر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب ہین ٭ جس کسی نے کہ ان راہون مین سے ایک راہ کو اوران دروازون مین سے ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پہر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازے مین درآنا بے فائدہ و

بیہودہ ہے ؛ اور عمل کے کارخانے کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دیتا ہے اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑتا ہے ؛ اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرکے اوسمین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور احتیاط اوسمین زیادہ ہو اوسی کو اختیار کرے ؛ اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی فریب سازی اور فتنہ انگیزی اور فساد پردازی نکرے ؛ اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہے ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۴۲ صفحہ مین ہے ؛ قرارداد علما و مصلحت دیدایشان در آخر زمان تعین و تحقیق مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود ؛ از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کنند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن سبب تو ہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد متاخرین علما بر این است وہو المختار و فیہ الخیر ؛ اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دید اونکا اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی اون چار مذہبون مین سے ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ؛ ہر شخص ابتدا سے

حال مین اپنے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبون سے چاہے اختیار کرے لا
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی
اور بدگمانی سے خالی نہوگا؛ اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور
انتشار اور اختلاف واقع ہوگا؛ علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے
اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۱۸ صفحہ مین ہے؛ در افواہ بعضے مردم جاہل
دراندہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع
در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رای و اجتہاد است
و مخالف احادیث؛ این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ
کتاب مجید و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و بے
آن درست نہ چون قیاس اجتہاد آن امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر
و مسلم تمام امت است این گمان را مجال نبود؛ مانا کہ منشا و توہم زرین در ظن
آن بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہاے کہ تصنیف
کردند چنانچہ مصابیح و مشکوۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع
کردند و ما احادیث مذہب حنفی براہ طعن و جرح رفتند و این بانی گوشہ تعصبی
نخواہد بود و اکثر ایشان با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم؛ و نظر در
کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف

گردد: مواهب الرحمن کتابی است درین مذهب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قران واحادیث صحیحه بیارد؛ وگفته اند که نزد وے رضی الله عنه صندوقها بود که احادیث مسموعه خود را در ان ضبط کرده؛ وگفته اند که مشائخ او که از ایشان استماع حدیث کرده ورلے جماعتی از صحابه که از ایشان شنیده از تابعین سه صد کس بوده اند وآنها که از وے روایت مسند کرده اند پانصد کس اند ومجموع استادوی در علم چهار هزار کس اند وجمعی آنرا بر ترتیب حروف تهجی جمع کرده اند؛ وچون احادیث که امام شافعی بدان تمسک نموده امام ابوحنیفه بآن تمسک نه نموده مردم گمان کرده اند که مذهب او مخالف احادیث است و حال آنکه در این جا احادیث دیگر است صحیح تر وقوی تر از ان که بدان اخذ وتمسک نموده واین معنی به تفصیل بیان کرده واثبات نموده اند تا اگر آنرا ذکر کنیم سخن دراز گردد وبالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید که بدان رجوع کند وفی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول ومنقول است و تا که در اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن بود که در تفهیم وتبیین مذهب خود بجهت رعایت طبائع عامهٔ خلق که مجبول اند بر تطابق معقول ومنقول و تائید نقل بعقل اقتصار بر دلیل معقول کردی وبه قصد تسلیه وتشفیهٔ طباع ایشان در کشف آن می کوشیدے والا اصل تمسک واستدلال او بکتاب وسنت و اقوال سلف بود خود چه صورت دارد که بے رجوع بکتاب وسنت واجماع تمسک

بقیاس کند و حال آنکه شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در
حقیقت برای تائید و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی مرقیاس
را و لهذا از احادیث آنچه موافق بقیاس بود ازحم است نه آنکه قیاس در مقابل
نص کرده باشد و نیز حکم بصحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان
سابق است چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجماع شرائط
صحت و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا پس از آن
از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین
بضعف حدیثی لازم نباید ضعف وے در زمان امام ابوحنیفه رح و این نکته ظاهر
است و امام اعظم بجهت غایت تبار و وفور فضل و کمال مغبوط و محسود عالم بود
متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین را نیز بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت
هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این حال است امام شافعی رح را ببینید که چه مدح
وے و مدح اصحابش می کند و می گوید که الناس کلهم عیال علی فقه ابی حنیفه
و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابوحنیفه باحادیث و اقوال صحابه است دیگر را نیست
اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر
و اولی تر از قیاس و اجتهاد است و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس
نکند و عمل بحدیث باقسامه از دست ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از
اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس مؤثر عمل نکند و قیاس

تناسب و قیاس شبہی و قیاس طردی ہمہ نزد وے متروک و غیر معمول ست
و در چندین مواضع قیاس را باحادیث ترک دادہ و امام شافعی عمل بقیاس
کردہ اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابوحنیفہ تقلید صحابی را و رانچہ صحابی باجتہاد
خود گوید واجب داند و شافعی گوید ہم رجال و نحن رجال یعنے ما و ایشان در اجتہاد
برابر ایم و ہمہ مجتہد ایم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد ؛ نقل است کہ امام ابوحنیفہ
رح فرمود کہ عجب از مردم کہ مرا می گویند کہ وے فتوی برائے خود میدہد و حال
آنکہ من ہرگز فتوی نمیدہم مگر بانچہ ماثور و مروی است ؛ و امام حجت عبداللہ
ابن مبارک از وے رض نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا آید فبالراس
والعین وانچہ از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان نہ برآئیم ولیکن
چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق
حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ؛ بعضے لوگون کے گمان مین ہے
کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی اونکے
مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد
پر ہے ؛ یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے ؛ کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث
رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر
ان چیزونکے اجتہاد درست نہین ہے ؛ اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب
مجتہدونکے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدین کے نزدیک

ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پہر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے ؛
اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین
حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکے مانند تو اپنے مذہب
کی دلیلین ڈہونڈہہ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کے موافق ہاین چنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث
کہ ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت میں یہ
سب تعصب سی باہر نہ تہا ؛ اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور بغض سے خالی نہین تہے ؛ تو اس صورت میں
چاہیے کہ حنفی مذہب کی کتابون میں جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوے
تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث
کے ہے ؛ جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح
اوسکا التزام کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے ؛ اور
منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین
کہ جن حدیثون کو انہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین درج
کیا تہا ؛ اور مروی ہے کہ اوستاد سب اونکے جسے انہون نے احادیث سنا
تہا سوائے صحابہ کے تین سو تابعین تہے ؛ اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکے سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی
رحمہ جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اون سے دلیل نہین
لاتے تو لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے مخالف ہے

اور حال یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس باتکو لوگون نے بالتفصیل بیان کیا ہے ؛ اگر ہم اُن سب کو ذکر کرین
تو کلام دراز ہوتا ہے وہ بالفعل ہی وے سب احادیث موجود ہین طالب کو چاہیے
کہ اون سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب حدیث مخالف کو
دیکھکر شک اور شبہہ مین نہ پڑے ؛ اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے دلیل
عقلی اور دلیل نقلی کو ؛ اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات مین
یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتے اسلیے
کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے
تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اونکی عقل کے موافق نہو تو اوس پر خوب
اعتقاد نہین لاتے ؛ اس جہت سے امام اعظم رح لوگونکی تسلی اور تشفی
کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تہے ؛ اور حقیقت
مین دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تہی ؛ اور فی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع
مین پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے ؛
اور جب کسی اس تین مین نکلے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے ۔ تو پہر
ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور

اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل اسلام
کی حقیقت مین واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض حدیث پر تہی یعنے
جب کہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور سے نہو
تہی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتہ موافق پاتے اوسکو
غلبہ دیتے تہے اور یون نہتا کہ حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے
نعوذ باللہ من ذالک ۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف
ہونا اگلے زمانے مین اور پچہلے زمانے مین مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین
کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہ
ہو سکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظم کے اور حضرت کے تہے
سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی ۔ پہر اوس
زمانیکے بعد راوی سب دوسرے ہوے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچہلے
زمانیکے محدثون کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہری اس واسطے
کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا تک واسطے بہت ہوے یعنے راوی سب
اس حدیث کے اون لوگون اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ
ہوے اور اون سب راویون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس
لیے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی
محدث نے جو امام اعظم کے پیچہے تہے کسی کو ضعیف کہا ہو تو اس سے

لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ مین بہی وہ حدیث ضعیف تہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال دریافت تہا اور بڑا افضل در علم تہا اکثر لوگ وہی سند کیو جاتی تہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہین بلکہ متقدمین کہی بہی دو جناب کی ساتہہ حسد تہا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ۔ تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہ حال ہے اور پیشوا اونکے امام شافعی رح کو دیکہا چاہیے کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور اونکے اصحاب کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فِقْہِ اَبِی حَنِیْفَۃَ یعنے لوگ اعتماد کرنے والے ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکے ۔ اور امام اعظم کو جسقدر تابع داری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہی دوسرے مجتہدون کو نہ تہی ۔ اور اصحاب امام ابو حنیفہ کے سب متفق ہین اس بات پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے ۔ اور امام اعظم کا یہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے ۔ اور امام شافعی رح بہت سی حدیث کو اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین ۔ اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہین ۔ اور شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وے بہی مجتہد تہے اور ہم بہی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام

تحت سیدالعدابن مبارک نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے
امام اعظم رح نے کہ جو کچھ حدیث مین آیا ہے اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین
اور جو کچھ کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اوسکو بھی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس
سے باہر نہین جاتے ہین ؛ لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وے
برابر ہین پھر ہم بھی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے ؎ چھبیسوان سوال جواب
سے سوال سابق سے کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون امامون
مین سے ایک کی تقلید اوس پر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام
کے مذہب کے مخالف پہنچے تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے
باوجود اس کے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ ؛ اترکوا قولی بخبر
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ؛ یعنے جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف
پاؤ تو اوسپر عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو ؛ اور اسی طرح سے اور امامون
نے بھی فرمایا ہے ؎ تو پھر وہ شخص اگر اوس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا کے
قول پر بھی عمل نکیا اور امام کے حکم پر بھی نچلا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ
پیغمبر خدا کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتے تھے عمل کرتے
تھے ؛ یعنے صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا کہ جو حضرت فرماتے
اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے ؛ اور ایسا فرق نہین تھا کہ جو کوئی
مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت کے مطابق

عمل کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد تھے مثلاً ابوبکر یا عمر اونکی تقلید کرتا ؛ تو پھر اس مین کیا سر ہے کہ اس زمانے مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سنے تو اوسکو اوس پر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو ؛ جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی روسے جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہے تو اوسمین تین چیز ضرور ہے ؛ یعنے ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوس کے حق مین ثابت نہین ہوتا ؛ پہلا جانے کہ یہ کلام حضرت کا ہے ؛ دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنے اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے ؛ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنے اس حکم مین ہم بھی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے ؛ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانے گا تو اوسکے حق مین وہ ثابت نہوگا ؛ مثلاً اگر حضرت کا کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث کافر یا فاسق سے سنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہے ؛ اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا ؛ اور اسیطرح سے جب جانے کہ یہ حکم مجھ پر نہین ہے بلکہ دوسرونکے حق مین ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کے حق مین تھا تو وہ حکم بھی ثابت نہین ہوتا ہے ؛ جب یہ

بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے
کوئی حکم فرماتے تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تھین
؛ پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم
سنا تو بے شبہہ جانا کہ یہ حکم رسول خدا صلعم کا ہے؛ اور دوسرا امر بھی پایا جاتا تھا اسواسطے
کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک کو اوسکے سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح
سے اوسکو شبہہ باقی نرہتا تھا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے ؛
كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُولِهِمْ ؛ بات کرو لوگوں کے ساتھ اونکی سمجھ کے موافق یعنے
لوگوں سے بات اس اندازے سے کرو کہ اون کی دریافت مین آجاوے پھر اگر
کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا
نہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہ شبہہ نرہتا؛
جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم مین ہے ؛ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللہ علیہ وسلم اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ یعنے انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
خدا جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ بے شبہہ خوب سمجھا جاوے
؛ اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال کے قرینے سے یا حضرت
کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے سوال کے قرینے سے
یا حضرت کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی رو سے حضرت
کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوسکی آگے مذکور ہوگی ؛ اور بعضا

کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وے
صحابی بہی کہ حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہتے تہے اور حضرت کی عادت سے
خوب واقف تہے اور آپ کی صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی
اور روشنی ہو گئی تہی کہ سخن کی تہ پہنچتے تہے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب
دریافت کرتے تہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ کا حال تہا ٭ اور نمونے کیواسطے
اوسکی مثال آگے مذکور ہوگی ٭ اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سمجھ
بہی نہ بوجہتا تو وہ ثانیا پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے
اولا ایک بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب
اوسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجہ لیتا ٭ اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک
کی مثل لکہنے مین کلام دراز ہوگا اس واسطے یہان مجمل لکہا گیا ٭ انشا اللہ تعالی
شرطونکے بیان مین لبطور نمونے کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا ٭ اور تیسرا
امر یعنے اس بات کو جاننا کہ یہ حکم عام پر ہے یا یہ بہی اوس شخص کے حق مین خاص
ہوتا تہا اس لیے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کرکے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر
ہے کہ اوسکے حق مین ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے ٭
پہر بعد حضرت کے ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا ٭ اسواسطے کہ پہلا
امر یعنے یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہ اور

بدون تردد کے کسی چیز کو جاننا۔ اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی ۔ اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے ۔ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کی ہر زمانے مین اسقدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز کرے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہین ۔ اور خبر تواتر مین یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اسقدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو متواتر ۔ اور حدیث متواتر مین ہر ایک راویون کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہیں ہے ۔ پھر ایسی روایت سے اوس حدیث مین یقین حاصل ہوتا ہے ۔ کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے ۔ مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہے کہ نقل متواتر سے ثابت ہے کہ حضرت ع م نے اوس کو خدا تعالی کا کلام فرمایا ہے ۔ پھر بعد حضرت کے جب پہلی صورت متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لیے ایک صورت تواتر کی باقی رہی ۔ پھر اگر اتنے راوی اوس حدیث کے نہون

توہرگز یقین حاصل نہوگا ؛ تو اب ہر حدیث مین اسطرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہے ؛ اسواسطے اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے ؛ یعنے جب کسی کو گمان غالب ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا کا ہے تو وہ حدیث اوس شخص کے حق مین ثابت ہوگی ؛ اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے راویکا حال خوب دریافت کرے جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے ؛ وعن ابن سیرین قال اِنَّ ہٰذا العِلمَ دِینٌ فَانظُرُوا عَمَّن تَاخُذُونَ دِینَکُم رواہ مسلم ؛ روایت ہے ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنے قرآن اور حدیث یہی دین اور اسلام ہے سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکہتے ہو دین اپنا ؛ یہ کلام اشارہ ہے اہتمام اور احتیاط کرنے کیطرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے ؛ یعنے حدیث کے راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیے کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو ؛ اور نہ لیا چاہیے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے ؛ خصوصاً صاحب غرض جو نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہون کیونکہ وے نیا مذہب رواج دینے کے واسطے بہت سی باتین دین مین افترا کرینگے اور جہوٹہہ حدیثین لوگونکو سنا دینگے ؛ یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہے ؛ پہر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اوس کے حق مین اوس

کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے تو ظاہر حال سے اوسکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بھی وہ سچا ہوگا کیونکہ جھوٹھہ کہنا حرام ہے ؛ خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھہ بانکو افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لیے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے ؛ لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے ؛ اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہے اسواسطے کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے ہین اور اوسکی نیت اور ارادے اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہے ؛ کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین مین مفسد جیسا کہ اگلے زمانے مین وضاع لوگ گذرے ہین ؛ اور بعضے آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے یا اپنے زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبھی جھوٹھہ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین اوسکو دینداری سمجھتے ہین ؛ جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث مین لکھا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تھا قرآن کی سورتون کی فضیلت مین اوسنے بہت سی حدیثونکو وضع کرکے رواج دیا تھا اور مشہور کیا تھا؛ پھر جب

اوسکو لوگون نے پکڑا اور ستار اوسکی مانگی اور سخت تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثونکو بنایا ہے اور نیت میری خیر تہی ؛ کیونکہ مین نے لوگونکو دیکہا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگونکو رغبت دلانے کے واسطے یہ سب حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سے اکثر قرآن پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین یا سورتین یاد کرین ؛ اور اسی طرح سے بعضے واعظ اچہے کام مین رغبت دلانیکے واسطے یا برے کام سے ڈرانے کے لیے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتے ہین باوجودیکہ جہوٹہ بات کو حضرتؐ کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین حرام ہے؛ اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنے جو کچہ اوسنے سنا ہو خوب سمجہتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو ؛ اگر اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہ خلل ہوگا تو اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا ؛ پہر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین حاصل ہونیکا دو طریق ہے ؛ اول یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے ؛ دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سے معلوم کرے ؛ یعنے اسقدر لوگ اوس کی عدالت

اوسکی جھوٹی تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا علاوہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوسکے اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت ہین سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ ہو تو پچھلے راوی کا حال اون دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اوسکے اوپر کے راویون کا حال جو فوت کر گئے ہین رویت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے صرف تواتر سے اونکا حال معلوم ہو سکتا ہے ؛ الغرض جب سب راویون کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا ؛ اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی طرحکا بھی اوسکے حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنے وہ سب صفات جو راوی مین شرط ہین کچھ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذر ہے گمان غالب بھی حاصل نہوگا ؛ اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت کرنا جائز نہین ہے جیسا کہ مشکوۃ کی

کتاب العلم مین ہے عن ابن عباس رضی قال قال رسول اللہ اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنے پرہیز کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھسے مگر جسکو کہ یقین جانو کہ وہ مجھسے ہے آخر تک ؛ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا

ان یحدث بکل ما سمع یعنے بس ہے مرد کو جھوٹھہ کہنے مین اسقدر کہ حدیث کرے یعنے روایت کرے جو کچہہ سنے ۞ یعنے اگر کوئی کسی طرحکا جھوٹھہ نکہے لیکن جو کچہہ لوگون سے سنے بے تحقیق کیے ہوے اوسکو روایت کرے تو اسی قدر بس ہے جہوٹھہ کہنے کو ۞ تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق کسی بات کے نقل کرنے مین دروغ گو ٹہیرتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہوگا ۞ پہر اس زمانے مین بہی اگر کوئی چاہے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوس پر واجب و ضرور ہے کہ اپنے اوستاد سے یعنے جس سے اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا حال الگ الگ کما حقہ اوسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے ۞ پہر جب ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنے عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی یقین سے معلوم ہو جاوے تب وہ حدیث اوسکے حق مین ثابت ہوگی ۞ اور اگر ایک راوی کے حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنے اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکے حق مین وہ حدیث ثابت نہوگی ۞ پہر اس زمانے مین سب اونکا حال دریافت کرنا بہت مشکل ہے بلکہ متعذر ہے ۞ کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکا احوال بجز تواتر سے تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہے ۞ اور سابق مذکور ہوا ہے کہ اونکے

حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے ٭ اور یقین سے جاننے کی دو ہی صورت ہے
یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے ٭ اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تاریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا ٭
پہر جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم معتمد سے سننا کسی کے حق مین کافی نہوگا ٭ کیونکہ اوسکے
حق مین ثابت ہونی موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق
سے احوال سب راویون کا بالیقین معلوم کرے ٭ اور ان دو نوع کی رؤیت
مین راویونکا حال کچھہ ثابت نہوا ٭ اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس
شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے اوس کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد
رکہا تہا ٭ طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا احوال خود تحقیق کرے
اور تواتر سے سنے تب اوسکے حق مین ثابت ہوگا ٭ اور اس مقام کے بیان
اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب حدیث
بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک و شبہہ پڑ گیا سو جواب اوسکا
یہ ہے کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنے کسی حدیث کے پانیکا
دو طریق ہے ٭ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے ٭ دوسرا یہ
کہ کسی عالم محقق کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سنکر یا اوسکی کتاب
مین دیکھکر ٭ اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دیکہی

سبب ہے ؛ پہر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوس کی کتاب
مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ
نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹہری
اپنی کچہ تحقیق نہوئی ؛ پہر اس زمانے مین جو شخص آرزو رکہے کہ تقلید کسی مجتہد
کی نکرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ ہوس اوسکی
ہرگز حاصل نہوگی ؛ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنے مین اوسکو کسی عالم
کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو
جس سے بہاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ
بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد
کرلیا اور تقلید کے لحاظ سے حدیث پر اس کتاب کی اعتقاد کیا ؛ لیکن
حدیث کی مراد کو سمجہنے کے واسطے اور اوس سے حکم نکالنے کے لیے جو سب
شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہونگین کہانسے حاصل کریگا ؛
آخر کو گہبرا گہبرا کر لاچار ہوکے اوس حدیث کی مراد سمجہنے اور حکم نکالنے
مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی ؛ تو حقیقت مین پہر
انتہا اور ٹہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا ؛ تو پہر ابتدا ہی سے اوسنے
کیون نہین اسپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تہی ؛ اور افسوس
صد افسوس ہے اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید

انکار کرے اور عار رکھے اور پھر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت
شاگردی کی بھی ان حضرت رح کے ساتھ نہین ہے تقلید کرے ؛ خدا
ہمکو بھی پناہ مین رکھے ایسی حماقت اور ضلالت سے ؛ اور امام ابوحنیفہ
رح نے جو فرمایا ہے کہ اُتْرُکُوا قَوْلِی بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی
یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد
سے کہا ہے اسکو چھوڑ دو ؛ پھر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع
کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہے بلکہ حکم خدا اور
رسول کا ہے اوسکو چھوڑنے کے کچھہ معنے نہین ؛ پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی
بہ نسبت امام نے یہ فرمایا ہے ؛ لیکن یہ کلام امام کا حکم ہر خاص و عام کے حق مین
نہین ہے کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتی یَتْرُکُ قَوْلِی کُلُّ مَنْ سَمِعَ خَبَرَ الرَّسُوْلِ یعنی جو
کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چھوڑ دے ہماری قول کو ؛ بلکہ یہ حکم امام کا خطاب
خاص ہے اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو
لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی جیسے امام ابی یوسف اور امام محمد اور امام
زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنیکے واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی
اوسکے سوا اور بھی بہت سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی ؛ اور اون سب
شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانے کے عالمون مین
بھی متعذر ہے ؛ لیکن خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے

عنایت کرے ؛ جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت سے منقول
ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہہ کرے اور کہے کہ جب مقلد کو حدیث
پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسلون مین حدیثون سے
ثبوت تم دلیل لائے ہو ؛ تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نے اون مسلون کو
کہ سابق ذکر کیا ہے اون سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث
سے استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہے ؛ لیکن چونکہ بعضے
لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے حدیث سے ثابت نہین ہے
اسواسطے ہم نے اون مسلون کی دلیل کو حدیثون سے جن جن کتابون
سے پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسلون مین شبہہ نپڑے ؛ اور جو مسئلہ کہ
امام سے ثابت ہوا ہے صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق
مین ممنوع نہین ہے ؛ اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو
اوس کتاب مین پاوے کہ جمع کرنے والا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ
اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے خالی نہین ہے ؛ یا تو امام اعظم کے
قول کے موافق ہوگی یا مخالف ؛ اگر موافق ہوئی تو کچھ کلام نہین اور اگر مخالف
ہوئی تو اس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اس عمل کی بنسبت اوسکی
مصنف کی تقلید کرنی ہوئی ؛ اور امام اعظم کی تقلید سے منھ پھرانا ؛ حالانکہ
اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہے ؛ اسواسطے کہ امام اعظم کا

قول بہی اللہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے صرف امام
ہوا فقط ہوا اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہے کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم
ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز
ہوتا ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے اور یہ شبہ بہی
محض بے جا ہے کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہنچی تہی اس واسطے
کہ اوس زمانے مین بہت سے صحابی موجود تہے اور وہ زمانہ تابعین کا تہا
اور لوگ حدیثونکو صرف زبانی یاد رکہتے تہے اور ڈرسے بہولنے کی عالمون
مین اکثر چرچا اوسکا رہتا تہا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرتؐ
کا بہی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہے کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور
لوگون کے عمل مین آتی پہر صرف یہ گمان اور شبہہ کرکے امام اعظم کی تقلید
سے بہاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہے
نعوذ باللہ منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی
اسواسطے کہ امام اعظم کا زمانہ حضرتؐ سے بہت قریب تہا وہ اس زمانے
مین تہے کہ جس کی خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ
وے تابعین سے تہے اور بیس صحابی سے انکو ملاقات ہوئی اور سات
صحابی سے انہون نے حدیث روایت کی جیسا کہ درمختار کے خطبے
مین لکہا ہے اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور کئی صندوق حدیث

کی کتابون کے اوسکے پاس تے جیسا کہ شرح سفر السعادت کے خطبہ مین
مرقوم ہوا ہے ؛ پھر ظاہر یہی ہے کہ جس قدر انکو حدیث صحیح پہنچی تھی
اور جتنی انکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تھی باقی مجتہدوں کو اور حدیث کی کتابیں
جمع کرنے والونکو جو اونکے بعد ہوئے ایک کو بھی یہ بات حاصل نتھی ؛ پھر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف
یا منسوخ یا اول کسی تاویل کرکے جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی
شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی ؛ چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزارون
علما و فضلا نے جو امام اعظم کے مسائل اور دلائل کو حدیث کی کتابون
سے ملایا تو اگر کبھی کسی حدیث کو اُن کے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا
ماول یا اسکے مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیسا کہ آمین
بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہے ؛ اور اسی
طرح سے جتنی حدیث مخالف ہین سب کا یہی حال ہے ؛ تفصیل اسکی فقہ
کی بڑی بڑی کتابون مین ہے جیسا کہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور مواہب الرحمان
اور تبیین الحقائق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ وغیرہ ؛ جسکو اس
بات مین شبہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچھ علم رکھتا ہے تو چاہیے کہ وہ فقہ اور اصول
فقہ کی کتابین دیکھے ؛ اور اگر وہ شخص جاہل ہے تو اوسکے حق مین اسیقدر

کافی ہے کہ بیشمار علما اور بے حساب ولیا اون کے مقلد ہے اور مرتے دم تک انہین کی پیروی کرتے رہے ہے اور تمام جہان کے مسلمانون مین تخمینا تین حصے حنفی ہونگے اور ایک حصہ اور مذہب والے ہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا اصل مقام دین شریعت کا ہے حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتے ہین ہ اور پہلا امر یعنے یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہے ہ ایک اور امر بھی ضرور ہے ہ اور وہ یہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا حضرت کے قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنے بدون تغیر اسکے لفظون کے نقل کیا ہے یا اپنی سمجھ کے موافق مطلب وسکا اپنی عبارت مین ادا کیا ہے ہ اگر اول ہے تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہے تو پھر دو حال سے خالی نہین ہے ہ اگر راوی مجتہد ہے تو مقبول ہے اور نہین تو مردود ہ کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہے ہ یعنے لفظ تھوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ہ پھر جو مجتہد ہے تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجھ سکتا ہے اور غیر مجتہد ان سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض حضرت کی اگر نہ سمجھیگا تو پھر اکثر غلطی مین پڑجائیگا ہ اس لیے اوسکی روایت پر اعتماد نہین ہ جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن

مسعود رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث تروتازگی دیوے خدا اوس بندیکو کہ جسنے سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنے تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جس نے سنا ہمسے کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچائے گئے زیادہ یاد رکہنے والے ہوتے ہین سننے والے سے ؛ اور مشکوٰۃ کی شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین علما کا اختلاف ہے ؛ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کے موارد کو اور عبارت کے استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے محاورات کو اور نکات اور اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال صداقت اور لیاقت رکہتا ہو تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین ؛ اسکے بعد دوسرا امر یعنے اس حدیث کی مراد سمجہنی بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین بطریق مثال کے چند امور ذکر کیے جاتے ہین ؛ اور وے شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو اونکا سمجہنا دشوار ہے

یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اسکو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون پر
حوالے کیا گیا ؛ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل فصاحت
اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو ؛ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت
اور بلاغت کے قواعد کو خوب منضبط رکہے اور اصطلاحات اور محاورات
اور استعمالات کو خوب جانے تاکہ لفظی معنے کو اولا سمجہے جیسا کہ مائۃ المسائل
مین ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین لکہا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلیٰ
اَلْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّہَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ
مِنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُومِ الْعَرَبِیَّۃِ
اَلْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْہَا فَہْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ
یعنے بدعت کی پانچ قسم ہین ؛ حرام مکروہ واجب مستحب مباح
کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی
نہوگا ایک ان پانچ احکام سے ؛ پہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم
سے ہے سیکہنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہے اس پر سمجہنا قرآن کا
جیسا صرف نحو لغت معانی بیان ؛ اور ایسا ہی سمجہنا حدیث کا بہی موقوف
ہے ان سب علمون پر ؛ اور مائۃ المسائل مین ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ
شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ حَاتِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُفْیَانَ اَلدُّئِلِیِّ

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي النَّحْوِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رض ؛ کما قسطلانی فی شرح بخاری
مین احوال مین ابی الاسود حاتم کی کہ وہ شخص پہلا ان لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی رض
کی علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کی پہلے تو حضرت علی رض نے علم نحو کو تصنیف فرمایا ہی
اونکی بعد اور لوگون کی بہ نسبت اول ابی الاسود نے علم نحو کو مہتم کیا ؛ اور اسی راقم المسائل مین
ہے ؛ وفی الدر المنثور عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف
وابن عساکر فی تاریخه عن ابن ابی ملیکة قال امر عمر بن الخطاب ان لا یقرء
الناس الا عالم باللغة وامر ابا الاسود فوضع النحو تفسیر درمنثور مین ہے ابی بکر
محمد ابن قاسم رض سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ
مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رض نے کہ قرآن نہ پڑہا وے آدمیونکو
مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا ؛ اور حکم کیا انہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کے ؛ اور کہا ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث
کی شرح مین ؛ وَاَمَّا مَا لَا يَنْبَغِي فِي ذٰلِكَ بِاَنْ يَشْهَدَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ
قَوَاعِدِهِ فَلَيْسَ يَرِدُ عَلٰى فَاعِلِهِ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِنْهُ كَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِيْ
وَالْبَيَانِ فَذٰلِكَ كُلُّهُ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهُ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهُ تُعِيْنُ عَلٰى مَعْرِفَةِ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى
وَفَهْمِ مَعَانِيْ كِتَابِهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَتَكُوْنُ مَأْمُوْرًا بِهِ وَكَوَضْعِ الْمَذَاهِبِ وَ
تَدْوِيْنِهَا فَاِنَّهُ مَقْبُوْلٌ مِنْ فَاعِلِهِ نَشَأَ شَيْئًا مُجْمَعًا عَلَيْهِ خلاصہ یہ ہے جو بدعت کہ
کسی دلیل شرع سے موافق ہو تو وہ مردود نہین بلکہ مقبول ہے جیسا علم

لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے تو یہ سب بھی شرع کا حکم ہے۔ اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اسکی آخرت مین ثواب اور دنیا مین تعریف ہے ۞ پھر اسکے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام کی سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بھی ضرور ہین ۞ منجملہ ان شروط کی یہ ہے کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت سی الفاظ حدیث اور قرآن کے ہین کہ اگر صرف اسی ایک جگہ مین نظر کیجے تو ایک معنے سمجھی جاتی ہے اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجے تو مراد اس کلام کی دوسری معلوم ہوتی ہے ۞ جیسا کہ مشکوۃ کے باب التیمم مین ہے ۞ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پھر ہم لوگون مین سے ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اسکے اوسکو احتلام ہوا تب اسنے ہمراہیون سے اپنے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ تیمم ہمارے واسطے درست ہے ۞ بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اسواسطے کہ تیرے پاس پانی موجود ہے ۞ اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا اگر تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو ۞ الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کر

تھا کہ تیمم تجھکو درست نہین ؛ تب لاچار ہو کر اوسنے غسل کیا پہ پانی
اوسکے زخم مین سرایت کر گیا آخر کو وہ مر گیا ؛ جابر رض کہتے ہین کہ
جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس
قصے کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوا اِذَا لَمْ تَعْلَمُوا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ
السُّوَالُ یعنے فتوی دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالی انکو مارے
چونکہ اونہون نے بے علم فتوی دیا اسواسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی
اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کس واسطے علما سے نہین پوچھا
کہ نہین ہے روا نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے
خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو
ملاحظہ کر کے حکم دیا اور آیت کے آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی
پہلے اوسکے فرماتا ہے ؛ وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنے اگر تم بیمار ہو یا
سفر مین ہو ؛ اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے ؛ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ
یعنے خدا تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تم پر کرے کہ اس مین تم
پر سختی اور تنگی ہو ؛ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ مراد اس آیت یعنے فلم تجدوا ماء سے یہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال
پر قدرت نہو تو اس تقدیر مین تیمم درست ہے ؛ تو معلوم ہوا کہ اس شخص
زخمی کے حق مین تیمم درست تھا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے

ناخوش ہوکر اُن کو بددعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
خدا بچا وے الیسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بددعا مین پڑے ❊ اس حدیث
سے کئی فایدے حاصل ہوئے ❊ پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالیٰ کا اگلی پچھلی
بات سے علاقہ رکھتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملالیئے تو مراد اوسکی نہین سمجھی
جاتی ❊ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطالب سمجھنے کا نہو اگرچہ
لفظی معنے سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بھی ہو لیکن اوسکے ساتھ بھی اوسکو قرآن
سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے ❊ اور تیسرا یہ کہ جسکو
قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی رائے
اور اپنی عقل ناقص کو قرآن مین دخل نہ دیوے ❊ اور چوتھا یہ ہے کہ اگر کوئی
بے علم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے اور اس سے گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانے
والے پر پڑتا ہے ❊ اور پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا تو وہ حضرت کی
کی ناخوشی اور دعاے بد مین پڑیگا ❊ اور ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی
بددعا مین پڑا تب عذاب آخرت مین ضرور گرفتار ہوا ❊ نعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن سخط رسول اللہ اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہے ❊ اور یہ حدیث
عمرو ابن شعیب کی طویل ہے جسقدر یہان درکار ہے لکھا جاتا ہے فما علمتم منہ
فقولوا وما جہلتم فکلوہ الی عالمہ یعنے حضرت علیہ السلام نے فرمایا سو
جو بات قرآن سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو اوسکے عالم کیطرف سونپو

اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنے جو کوئی فتوی دیا جاوے بدون
علم کے تو گناہ اوسکا اوس پر ہے کہ جس نی اوسکو فتوا دیا ؛ اب غور کرکے سمجہا چاہیے
کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہے قرآن اور حدیث کو خوب سمجہتے تہے کیونکہ اونہین
کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تہا ؛ باوجود اسکے جو لوگ کہ علم
اور فہم کامل نہین رکہتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی انکو مسئلہ نکالنی کو اور فتوا
دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا ؛ پہر جو شخص عجمی
ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور روے
عاوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجہنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے
تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسے کو فتوی
دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بے شبہہ حرام ہے ؛ اور جب
کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام کی
بد دعا مین پڑ گئے تو پہر ایسے لوگ کہ انکو زبان عربی مین بہی کچہ دخل نہو تو
کیا عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا ؛ بلکہ ایسا شخص
خود گمراہی مین پڑکر دوسرونکو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب
العلم مین ہے عن عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا متفق

علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے کہ آخر زمانے مین علما نہین رہینگے اوسوقت لوگ جاہلونسے مسئلہ پوچھینگے ؛ تب وہی جہال بدون علم کے فتوا دینگے پہر وے آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بھی گمراہ کرینگے ؛ نعوذ باللہ منہما پہر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجھنی موقوف ہے اگلی یا پچھلی بات پر ؛ اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک دو جملے حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے ؛ یا اس سبب سے کہ باقی کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اوسی قدر سنا تھا ؛ لیکن جب اوسکی روایت کو دوسری راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ بھی ہے ؛ تو اگر کوئی صرف حدیث کے اسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجھی جاتی ہے ؛ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مراد نہین ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے ؛ جیسا کہ یہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کے ظاہر سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے ؛

یعنے حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہے ؛ اگر کسی عمل مین نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بہی ملتا ہے ؛ اور اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنے نہ صحت اور نہ ثواب ؛ جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ مثلا اگر وضو مین نیت نکرے تو وہ وضو صحیح نہین ہے اور ثواب بہی نہین اور اس سے نماز بہی درست نہین بلکہ دوسری بار وضو نیت کے ساتہ کرنا فرض ہے ؛ اور امام اعظم رح اس حدیث کے معنی یون فرماتے ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہے ؛ یعنے حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر ہے ؛ یعنے اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو انہین ثواب ہے اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہے ؛ مثلا وضو مین اگر فرمان برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہو جیسا کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا اور وضو کے اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا ؛ یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اوسکا اس مین ثواب نہین لیکن وضو درست ہے ؛ نماز اس وضو سے جائز ہے دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین ؛ پہر جب اس حدیث کو پچہلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب صاف معلوم

ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ حاصل اوس کے یہ مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہی چیز ہے جو نیت کریگا ؛ پہر جس نے ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی یعنی ثواب ہے ؛ اور جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی دنیا ہی ہے کچہ ثواب نہین ؛ جیساکہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہی عن عمر بن الخطاب رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰی

فَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ فَہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ وَمَنْ

کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَا اَوِامْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُہَا فَہِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ متفق

علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح شیخ عبد الحق دہلوی رح کے یہ ہے کہ کوئی عمل بے نیت کے معتبر نہین ؛ اور نہین ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر جو کچہ کہ نیت کیا ہو اُسنے ؛ پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف ہو یعنے خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا ہی کی طرف ہے یعنے ثواب بہت ہے ؛ اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف ہو تاکہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کرے تو پہر اوسکی ہجرت اوسی چیز کیطرف ہے جس کیطرف ہجرت کی یعنے کچہ ثواب نہین ؛ ترجمہ تمام ہوا ؛ پہر قرینے سے اس پچہلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث

اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے وہی ہے کہ جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت لله اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے ؛ اور
اگر لله اور للرسول نہو تو ثواب نہین ؛ پہر اگر حدیث اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے
معنے یہ ہوتے کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ مَنْ کَانَتْ
ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا فَبَطَلَتْ ہِجْرَتُہٗ او قَالَ یُہَاجِرُ ثَانِیًا یعنے جس نے ہجرت کی دنیا کے واسطے
تو باطل ہوئی ہجرت اوسکی ؛ یا یون فرماتے کہ دوسری ہجرت کرے اس واسطے
کہ ہجرت اوسوقت مین فرض تہی ؛ اور منجلہ اُسکے یہ ہے کہ مورد یعنے محل حدیث
کا جانے کیونکہ بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین ؛ پہر بعضی حدیث
محل خاص مین وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اُس محل خاص کا
کچہ بیان نہین ہوتا ؛ تو اس صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجہنے کے واسطے
اوسکا مورد کو جاننا ضرور ہے ؛ جیساکہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض
قَالَ قَالَ رسول الله صلی الله علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ یعنے نہین واجب ہے غسل مگر منی
کے نکلنے سے اب ظاہر سے اس حدیث کے یہی سمجہا جاتا ہے کہ اگر دخول
پایا جاوے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہین ؛ جیساکہ بعضے آدمیون نے
صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کرکے یہی سمجہا تہا لیکن حقیقت مین
مورد اس حدیث کا احتلام ہے ؛ یعنے اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکہے تو
غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف جماع

حقیقی کے اگر آلت کا سر ہی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہو
جیسا کہ مشکوۃ کے باب الغسل مین ہے قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ رض اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ
الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنے یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطلق
ہے لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے ؛ اور بعضے محدثون نے جو محل
اس حدیث کا معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنے جماع مین بے انزال
کے غسل واجب نہونا ابتداے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا ؛ اور منجملہ اوسکے
جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا ابتدا سے اس قصے کے حضرت
کے حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین ؛ کیونکہ بسبب اختلاف
راویونکے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا ہے ؛ تو جو راوی ابتدا
انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی حدیث سے
مراد او رحکم شرعی معلوم ہوگا ؛ اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہو
تو اوسکی روایت مین اکثر خلل و رنقصان ہوگا ؛ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سے سمجہی نہین
جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے ؛ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ رض قَالَ قُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ رض عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فِي اِهْلَالِهٖ حِيْنَ اَوْجَبَ
فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم حَجَّةً وَاحِدَةً
فَمِنْ هُنَالِكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى
فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَ فِي مَجْلِسِهٖ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ حِيْنَ

فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم ركب فلما استقلت به ناقته
اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك ان الناس انما كانوا ياتون ارسالاً فسمعوه
حين استقلت به ناقته يهل فقالوا انما اهل حين استقلت به ناقته ثم مضى فلما
علا على شرف البيداء اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا
على شرف البيداء وايم الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به
ناقته واهل حين علا على شرف البيداء اخرجه ابو داود خلاصه ترجمه اسکا یہ ہے
کہ ابن جابر رض سے روایت ہے کہ انہون نے کہا ابن عباس رض کو
کہ متعجب ہون مین اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرت نے کسوقت تلبیہ
کو شروع کیا تہا؛ تب ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین سب لوگون سے
اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایک بار حج کیا تہا یعنے حج
نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال
کو دیکھکر حکایت کرتے ہون؛ بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسولخدا حج
کے ارادے سے پہر جب مسجد مین ذوالحلیفہ کی پہنچے تو دو رکعت نماز پڑہنے
کے بعد پہلا تلبیہ کہا پہر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اسی طرح یاد رکھا
اور روایت کیا؛ پہر اوسکے بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرت
کو اٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے سنا اور ویسہی یاد
اور ویسہی اسکو نقل کیا؛ اوسکے بعد جب حضرت بلندی پر چڑہے تلبیہ کہا اور

اوسکو تیسری قوم نے سناسواسی کویادرکہااورحکایت کیا - اوریہ ایسے
تہاکہ لوگ حضرتؐ کے پاس جماعت جماعت تفرق آتے تھے جیسا جس نے
جسوقت سنا ویساہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا ؛ پہر جو شخص ابتدا سے
حضرتؐ کے ساتہ تہا جیسے ابن عباس رضؓ وے حقیقت حال پر مطلع
ہین اور روایت اونکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث
جواب مین کسی سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سائل کی لفظون مین
تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے ؛ پہر بعضی
حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف وس حدیث کی طرف نظر کی جاوے
تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسری
مراد معلوم ہوتی ہے ؛ جیساکہ تیسیر الوصول کے باب حج النبیؐ مین
لکہا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ لَمْ اَشْعُرْ اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اَحْلِقْ وَلَاحَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ
اِرْمِ وَلَاحَرَجَ اَلْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرتؐ کے پاس ایک مرد موسم
حج مین پہر کہا اوسنے یارسول اللہ افاضہ کیا مین نے سر منڈانے کے پہلے
؛ فرمایا حضرتؐ نے سر منڈا اور کچہ حرج نہین ؛ پہر دوسرا مرد حضرتؐ کے
پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ذبح کیا مین نے رمی کے پہلے ؛ فرمایا رمی کر
اور کچہ حرج نہین - اب ظاہر ہے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ

حج کے افعال کو بے ترتیب یعنے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچھ گناہ اور کچھ فدیہ نہین ہوتا ہے خواہ قصداً ہو خواہ بھول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعض لوگ ایسا ہی سمجھتے ہین؛ لیکن سائل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف بھولنے اور نادانستگی کی صورت مین ہے اور بالقصد کی تقدیر مین نہین جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ صحیح مسلم مین لکھا ہو روایت سے ابن عمرو بن العاص کی وَقَفَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیٰ رَاحِلَتِهٖ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهٗ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهٗ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ اَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ اَوْ يَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيْمِ بَعْضِ الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاهِهَا اِلَّا قَالَ اِفْعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ الحدیث؛ خلاصہ یہ ہے کہ لوگ سوال کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچھا ایک نے یا رسول اللہ مجھے خبر نتھی کہ رمی پہلے ذبح کر سے ہے سو مین نے ذبح کیا پہلے رمی کے؛ پھر حضرت نے فرمایا رمی کرو اور کچھ حرج نہین؛ اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا تھا کہ کسی مرد نے بھول کر کے یا انجان ہو کر کوئی کام کیا یعنے پہلے کو پیچھے یا پیچھے کو پہلے تب حضرت فرماتے تھے کہ کرو اور کچھ حرج نہین؛ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سمجھے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی کے حال کی؛ کیونکہ راوی کبھی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال مین ہے اور ویسی روایت

فرماتا ہے باوجود اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور بیشے کے اسکا
حال فرمایا ہے اور بظاہر الفاظ سے حدیث کے یہ معنی معلوم ہوتا ہے ؛ پھر
جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی غلطی مین پڑیگا جب تک قصہ
اس حدیث کا نجانے ؛ اور قصہ حدیثونکا متن حدیث مین اکثر مذکور نہین ہوتا
بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہے ؛ جیساکہ مشکوٰۃ کو
باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہین کہ اون دونون کے ذکر کرنے
مین بہت طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لیے خلاصہ اون دونو
حدیثونکا مختصر کرکے لکہا گیا ؛ جب عائشہ رض کے نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ
بن عمر رض کہتے ہین اَنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ ؛ یعنے مردہ عذاب
کیا جاتا ہے بسبب رونے زندے کے اسپر ؛ تب عائشہ رض نے فرمایا
کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کی خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصداً جھوٹ نہین
کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اسکی سمجھنے مین یا سمجھنے مین واقع
ہوئی ؛ سو قصہ اوسکا یون ہے کہ ایکبار حضرت گذرے ایک یہودیہ کی
قبر کے سامنے کہ اوسپر کوئی روتا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور حال اوسکا یہ ہے کہ وہ عذاب کی جاتی ہے
اپنی قبر مین ؛ اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ
رض نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن ؛ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

بوزر أخرى یعنے کوئی نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کی بوجہ کویعنے
ایک کاگناہ دوسرے پر پڑیگا ۞ سو رونا اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندیکا
ہے مردے پر کیا پڑیگا ۞ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ تمام آیتین احکامی
قرآن کی اوسکی معنی اور مراد اور تاویل کے ساتہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اسپر
عمل جائز نہین مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے ۞ اور یہ بہی معلوم
ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے نازل ہوئی تہی یا قرائن اور علامات اور تاویلات
سے تطبیق اون دونونکے درمیان ہو سکے ۞ یا اُس حدیث کی ترجیح
اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو البتہ ایسی حدیث
پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار
ہے کہ اس مقام مین گنجائش اوسکی نہین ہو سکتی ہے ۞ جیساکہ توضیح
کو فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کے خطبے مین لکہا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یکثر لکم الاحادیث من بعدی فاذا روی لکم حدیث فاعرضوہ علی کتاب
اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ یعنے بہت حدیثین روایت
کی جاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی
جاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر
اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو

٭ یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور بعضی حدیث وتفسیر کی کتابون
مین مروی ہے ٭ اور بعضے محدثون کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہین
ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بہی معلوم ہوتا ہے
جیساکہ نورالانوار کی بحث سنت مین ہے رَوَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا
طَلَّقَہَا ثَلٰثًا وَلَمْ یَفْرِضْ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سُکْنٰی وَلَا نَفْقَۃً فَرَدَّہٗ عُمَرُ رض وَقَالَ
لَانَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَوْلِ اِمْرَءَۃٍ لَانَدْرِیْ اَصَدَقَتْ اَمْ کَذَبَتْ اَمْ
حَفِظَتْ اَمْ نَسِیَتْ یعنے روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکے
شوہر نے اوسکو تین طلاق دین اور رسول خدا نے اوسکی عدت کے
نفقے وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تہا ٭ پہر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا
اور کہا نچہوڑ دینگے ہم کتاب پروردگار کو اور سنت رسول خدا کو روایت
سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ
اور یاد رکہا ہے اسنے یا بہول گئی ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماع
سے بہی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور
حدیث ہی نہین ہے بلکہ اجماع بہی حجت ہے ٭ جیساکہ مشکوۃ کی
کتاب العلم مین ہے وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ
اٰیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ الخ اصول شرلعیت کے تین ہین
پہلا آیت محکم یعنے کتاب اللہ کہ جس سے حکم ظاہر ہو ٭ اور دوسرا سنت

قائمہ یعنے حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو ؛ تیسرا فریضہ عادلہ یعنے جو دلیل کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کے ؛ تو یہ تینو واجب العمل ہین یہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کی طرف ؛ اور بعضی حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع متروک ہین یعنے اتفاق سے سب علماء کے ثابت ہوا کہ اس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے ؛ پہر اس صورت مین اس حدیث کے ظاہر معنے پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے ؛ اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہے ؛ جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے وَالحدیث

اَلوَارِدُ فِیہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلغِیبَۃُ تُفطِرُ الصَّائِمَ وَہُوَ مَاوَّلٌ بِالاِجمَاعِ وَالفَتوٰی بِخِلَافِ الاِجمَاعِ غَیرُ مُعتَبَرٍ یعنے قول پیغمبر کا کہ غیبت روزے کو تورتی ہے بالاجماع ماول ہے ؛ اور تاویل اوسکی یہ ہے کہ غیبت سے روزیکی فضیلت جاتی رہتی ہے ؛ اور فتوا دینا خلاف اجماع کے باطل ہے ؛ اور اسی واسطے اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر اوس نے اس حدیث کے ظاہر معنے کو اعتبار کر کے سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوسنے قصدا کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اُسپر واجب ہے ؛ اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین

جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام مین ہے فَظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَّرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ
ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ہٰذَا الظَّنَّ وَ
الْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنے کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان
کیا کہ اُس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پہر یہ سمجھ کر کہانا کہا لیا تو اس
صورت مین قضا اور کفارہ دونون اس پر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر
اعتماد کرکے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اسواسطے کہ یہ
گمان اور فتوی بے محل ہے ؛ تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ
سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اس کے ظاہر پر عمل
کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا ؛ اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے
حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہے مسائل اجماعی کے جاننے پر ؛ اور منجلہ
اوسکے یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دینے
دوسری دلیلون سے ؛ اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ
ظاہر عبارت سے اسکے دو معنی مخالف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اُس
حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق ندیوین تو ہرگز
مراد اُس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے ؛ تو جو کوئی صرف ایک حدیث
کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث
ہے مشکوۃ کے باب القراۃ فی الصلوۃ مین لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ

الکتاب اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ نہیں
جائز ہے نماز اُس شخص کی جو نہین پڑھتا ہے سورۂ فاتحہ کو ؛ اور اس طور
کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بھی آئے ہین جیسا کہ لَاصَلوٰۃَ
لِمَنْ لَاوُضُوْءَ لَہٗ یعنے نہین جائز ہے نماز اُس شخص کی جسکو وضو نہین ہے
جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑھتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اس طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث
مین بھی آئے ہین ؛ جیسا کہ لَاصَلوٰۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ؛ یعنے نہین کامل
ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین ؛ اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے
لَاصَلوٰۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنے نماز کامل نہین ہے جسوقت کہ کھانا سامنے حاضر ہو
اور دل بھی راغب ہو ؛ پس جب کہ اس حدیث نے دو معنی کا احتمال
رکھا اور کچھ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے
تب ضرور پڑا کہ اُس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا جاے
؛ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے ؛ نہین
کمال ہے نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنے بے سورۂ فاتحہ کے نماز ادا
ہوتی ہے لیکن کامل نہین بلکہ ناقص ؛ اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح
کا موافق اس آیت شریف فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے ؛ یعنے

پڑہو جس قدر تمکو آسان ہو قرآن سے ؛ تو اس آیت سے معلوم ہوا
کہ کوئی سورہ معین اور فرض نہیں ہے ؛ اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ میں
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنیکے وقت فرمایا ہے فاقرءوا
تیسر من القرآن ؛ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر میں ہے
ثلث آیات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان ؛
یعنے تین آیتیں ہیں کہ جو پڑہے تم میں سے کوئی اسکو نماز میں اپنی تو بہتر ہے
اوسکے حق میں تین اونٹنی حاملہ موٹی سے ؛ تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ تین آیت کسی سورہ سے ہو نماز میں پڑہنی کافی ہے ؛ اور جاننا چاہیے
کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق میں ہے اور مقتدی کو قراۃ حرام ہے ؛
الغرض اس حدیث کو اگر پہلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثوں سے
تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثوں کے خلاف
ہوتا ہے ؛ خلاصہ یہ ہی کہ جب تک اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے ملایا نجاوے تو
ہرگز مراد اوس حدیث کی نہیں سمجھی جاتی ہے ؛ اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح
کو یعنے اگر دو حدیث آپس میں متعارض ہوں تو دریافت کرنا کہ غالب کون
ہے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے ؛ اور ترجیح بہت سببوں سے ہوتی ہے
ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہاں نمونہ
کیواسطے چند چیزیں مذکور ہوتی ہیں کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب ؛

موافقت کلام اللہ کے ہوتی ہے ✤ یعنے دو حدیث مین اختلاف ہو تو قرآن
جس حدیث سے موافق ہو وہ راجح ہے ✤ اور کبھی واسطے توافق حدیث
متواتر یا مشہور کے ✤ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت
مین وارد ہے اور دوسری اکثر احوال مین ✤ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث
کے راوی اور فقیہ اور مجتہد ہے یا وسے جو حضرت کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے
تھے تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے ✤ اور کبھی
بجہت تقدم اور تاخر کے یعنے حدیث موخر راجح ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی
ہے ✤ جیسا کہ مسلہ آمین کہنے کا بعد سورۂ فاتحہ کے کہ اوسکے اخفا مین بہی حدیث
وارد ہے اور جہر مین بہی مروی ہے ✤ پہر حدیث اخفا کی کئی وجہ سے غالب ہے
✤ اول یہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضے وقت مین وارد تہی یعنے امت کو تعلیم
کے لیے تو لوگ جانین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے ✤ جیسا کہ مروی
ہے کہ حضرت پیغمبر خدا ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کے قراۃ فرماتے
تہے تا کہ لوگ قراۃ کی مقدار کو معلوم کر لین ✤ یعنے کس وقت مین کس
قدر قرآن پڑہنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر
مین ہے ✤ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَءُ
فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ
الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا ✤ وعن البراء قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

المظهر فنسخ منه الاية بعد الآيات من لقمان والذاريات اور بخلاف حدیث اخفا
کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تہی تو اسواسطے حدیث اخفا کی
غالب ہے ؛ جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین لکہا ہے
اَنَّ الْجَهْرَ بِهَا فِي بَعْضِ الْاَحْيَانِ كَانَ لِلتَّعْلِيْمِ فِعْلًا كَمَا وَرَدَ وَكَانَ يُسْمِعُنَا الْآيَاتِ
اَحْيَانًا فَلَا يَكُوْنُ سُنَّةً مُسْتَمِرَّةً وَالْاِمَامُ تَرَكَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
؛ اور کافی مین ہے وَالْجَهْرُ الْمَرْوِيُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ كَانَ لِتَعْلِيْمِ اَنَّ
اَنَّ الْاِمَامَ يَوُمُّ مِنْ كَمَا يَعْلَمُ مِنَ الْقَوْمِ ؛ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث اخفا کے راوی
عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور انکی مانند
ہین ؛ جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین ہے ؛ اور یہ صحابہ
بہ نسبت راوی جہر کے بڑے فاضل ہین ؛ اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث
کا راوی بڑا فقیہ اور بڑا فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی ویسا نہو
غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہے ؛ اور بیان بہی رفع
یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ؛ خصوصا روایت اور مذہب
عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے بعد
پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب جمع المناقب مین ہے
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلعم قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ
اور حضرت پیغمبر ؐ نے علی رض کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گھر ہون علم کا

اور علی دروازہ ہے اوسکا ۔ جیسا کہ مشکوۃ کے باب مناقب علی مین ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَ عَلِیٌّ بَابُہَا ۔ اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت
پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو
کہے اوسکو سچ جانو ۔ جیسا کہ مشکوۃ کے اسی باب مین ہے وَمَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْہُ ۔ پہر جب راوی اخفاے آمین کے عمر بن الخطاب اور علی ابن
ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھہرے اور یہ تینوں صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل بہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہے اور پیروی
اوسکی واجب ۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کے
موافق ہے اسواسطے کہ قرآن مین آیا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ دعا کرو تم خداے تعالی سے عاجزی اور پوشیدگی سے بیشک
خداے تعالی دوست نہین رکہتا ہے حد سے گذرنے والون کو ۔ یعنے اللہ نے
دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی یا اخفا نکرے اوس پہر رحم
نہین کرتا ہے ۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے اُذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا
وَّ خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی
اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین ۔ اور تیسیر الوصول کی باب التفسیر مین
ہے قَالَ اَصْحَابُہٗ اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَأَلَکَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ پوچہا اصحاب رض نے پیغمبر خدا سے کہ پروردگار

ہمارا نزدیک سے ہے تو چپکے دعا کریں یا دور ہے تو شور سے پکاریں + تب
نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھیں تجھسے میرے بندے میرے حال کو
تو کہو کہ بے شبہہ میں نزدیک ہوں + پھر اون تین آیتوں سے معلوم ہوا کہ
ہر دعا میں اخفا واجب ہے مگر جس دعا میں کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور
اجماع سے اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہاں جہر جائز ہے
جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ میں + اور جب کہ لفظ آمین کا بھی دعا ہے کیونکہ
معنے اوسکے ہیں قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے
ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث میں تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
کے موافق ہے راجح ہوئی + جیسا کہ نہایہ میں ہے وَاَخْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ
التَّامِیْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالسَّبِیْلُ فِی الْاَدْعِیَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰی
مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ
+ اور عنایہ اور کافی میں بھی ایسا ہی ہے لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہے
طوالت کے خوف سے نہیں لکھا گیا + اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث
جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے + جیسا کہ یحیی ابن
معین نے کہ سردار محدثوں کے اور شیخ اور استاد ہیں امام محمد بخاری کے
جنکا حال تیسیر الوصول کے خطبے میں لکھا ہے ضعیف کہا ہے + اور
اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ جَہْرًا

بخفض الجهر بالقرأة لحديث وائل بن حجر قال سمعت النبیؐ صلعم انہ قال آمین
ومدبہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیی بن معین فلا یلزم حجۃ * اور محدث شیخ ابن ہمام
صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے * چنانچہ اس بات کو
شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے
اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اوسکا موخر ہے * پہر حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہے * جیسا کہ کفایہ اور
عنایہ اور نہایہ مین ہے قال عبداللہ بن مسعود رض ترک الناس الجہر
بالتامین وما ترکوا الا لعلمہم بالنسخ فرمایا ہے عبداللہ ابن مسعود رض نے
کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اسے مگر جب یقین حاصل ہوا
ان سب کو اسکی منسوخیت کا * اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع
دونوین حدیث وارد ہے لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجون سے
غلبہ ہے * وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کے راوی زیادہ معتمد
اور معتبر اور بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہین * جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود رض
کہ حضرتؐ کے سفر اور حضر مین ملازم رہتے اور حضرت کے احوال پر کمال مطلع تھے
* اور اسیواسطے حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبداللہ بن
مسعود کہے اوسکی پیروی کرو * اور اصحاب عشرۂ مبشرہ یعنے دس صحابی
جنکو پیغمبرؐ خدا نے بہشت کی خوشخبری دی ہے اور اصحاب بدری کہ خدایتعالی

نے اون لوگون کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ سب صحابی حضرت
کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے تھے اور حضرت کی مجلس مین خفر و سفر
کے وقت حضرت سے بہت نزدیک رہتے تھے اور حضرت صلعم کے احوال
پر خوب واقف تھے ﴿ بخلاف حدیث رفع کے راویون کے اس مرتبے مین
نتھے تو سب سے حدیث عدم رفع کی راجح ہے ﴿ جیسا کہ فتح القدیر اور ملا علی قاری
التقریر مین ہے وَاعْلَمْ اَنَّ الْاٰثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنِ النَّبِيِّ صلعم كَثِيرٌ جِدًّا
وَالْقَدْرُ الْمُتَحَقِّقُ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهِ ثُبُوتُ رِوَايَةِ كُلٍّ مِنَ الْاَمْرَيْنِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُحْتَاجُ
اِلَى التَّرْجِيحِ لِقِيَامِ التَّعَارُضِ وَيَتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا اِلَيْهِ بِاَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ اَقْوَالٌ مُبَاحَةٌ فِي الصَّلٰوةِ
وَاَفْعَالٌ مِنْ جِنْسِ هٰذَا الرَّفْعِ وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُهَا فَلَا يَبْعُدُ اَنْ يَكُونَ هُوَ اَيْضًا مَشْمُولًا
بِالنَّسْخِ خُصُوصًا وَقَدْ ثَبَتَ مَا يُعَارِضُهُ ثُبُوتًا لَا مَرَدَّ لَهُ وَكَذَا بِاَفْضَلِيَّةِ الرُّوَاةِ عَنْ
رَسُولِ اللّٰهِ فَقَدْ حَدَّثَ بِهِ مَنْ لَا يُحْصٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رض وَهُوَ عَالِمٌ
بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ وَحُدُودِهِ وَمُتَفَقِّدٌ لِاَحْوَالِ النَّبِيِّ مُلَازِمٌ لَهُ فِي اِقَامَتِهِ وَاَسْفَارِهِ
فَيَكُونُ لِلْاَخْذِ بِهِ عِنْدَ التَّعَارُضِ اَوْلٰى مِنْ اَفْرَادِ مُقَابِلِهِ اور نہایہ اور عنایہ اور ذخیرة
العقبی مین ہے وَرُوَاةُ اَخْبَارِنَا الْبَدْرِيُّونَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ الَّذِينَ كَانُوا يَلُونَ
النَّبِيَّ فِي الصَّلٰوةِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ كَانُوا يَقُومُونَ اَبْعَدَ مِنْهُ صلعم
وَالْاَخْذُ بِقَوْلِ الْاَقْرَبِ اَوْلٰى ﴿ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّهُ قَالَ اِنَّ
الْعَشَرَةَ الَّذِينَ بَشَّرَهُمُ النَّبِيُّ بِالْجَنَّةِ لَمْ يَكُونُوا يَرْفَعُونَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بعضے صحابی نے حضرت کے رفع یدین کو روایت
کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنے ارسال کو حکایت کیا ❊ لیکن قول حضرت کا
عدم رفع کے موافق ہے اور رفع کے مخالف ❊ اور قاعدہ ہے کہ جب
حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل کہ حضرت کا قول اوسکے موافق
ہو تو اس فعل کو غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہے لَانّہ لمّا
تعارضت روایتا فعلہ وجب المصیر الی قولہ وہو الحدیث المشہور لاترفع
الایدی الا فی سبع مواطن عند افتتاح الصلوٰۃ وقنوت الوتر وتکبیرۃ العیدین
والاربعۃ فی الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابوحنیفہ
حدیث کی کتابون مین ہے ❊ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق
مین بھی ہے ❊ لیکن عبارت مین ان سب کتابون کی کچھ کچھ اختلاف
ہے اور مضمون سب کا ایک ہے ❊ تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین
صرف حضرت کے فعل سے ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہین
ہے ❊ بلکہ قول حضرت کا عدم رفع مین وارد ہے ❊ اور قاعدہ ہے کہ
جب حضرت کے فعل اور قول مین اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے
جیسا کہ اصول کتابون مین ہے القولی مقدم علی الفعلی اور دوسرے مقام
مین ہے حکایۃ الفعل لاتعم ❊ اور خصوصا جب کہ منع حضرت کا وارد ہوا ہو
یعنے حضرت نے لوگونکو نماز مین رفع یدین کرنے کو منع فرمایا ہو تو بیشک حدیث

عدم رفع کی غالب ہوئی * جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے یعنی
لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث * اور دوسری حدیث نہایہ
مین ہے وحین رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیہم
فی الصلوۃ عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع
فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ *
اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین بھی
ہے * لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہے * اور چوتھی وجہ یہ ہے
کہ رفع یدین مقدم ہے یعنے ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا تو
ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے ما رواہ محمول علی الابتداء انہ
انہ کان ثم نسخ عن ابن الزبیر رض انہ رای رجلا یرفع یدیہ فی الصلوۃ
عند الرکوع فقال لہ فان ہذا شیء فعلہ النبی صلی اللہ علیہ والسلام ثم ترکہ اور
کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے قال ابن مسعود رض
رفع النبی صلعم فرفعناہ وترک فترکناہ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا
بہت سی کتابون سے ثابت ہے جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور
شرح سفر السعادت لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت

جدا جدا انہین لکہی گئی * اور تیسرا امر یعنے جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین اور اسبات کو جاننا بہی بہت سی چیز کے جاننے پر موقوف ہے * اس مقام مین مثال کیواسطے تہوڑا ذکر کیا جاتا ہے * منجملہ اوسکے یہ ہے کہ جانے کہ یہ حدیث سب مکلف کے حق مین ہے یا خاص لیعنے گروہ کے حق مین * کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کے حق مین درست اور دوسرے کے حق مین نادرست * توجب وہ اس بات کو جانیگا تب سمجہے گا کہ خود کس جنس مین ہے اور اوسکے حق مین کیا حکم ہے * اور اگر یہ فرق نجانیگا تو بڑی گمراہی مین پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلہ والمباشرۃ مین ہے * وعن ابی ہریرۃ رض قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ فاتاہ اخر فسالہ فنہاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نہاہ شابا اخرجہ ابو داؤد یعنے ابو ہریرہ رض نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ سے کہ روزہ دار کو مباشرۃ یعنے لگانا اپنے بدن کو عورت کے بدن سے درست ہے یا نہین * آپ نے اوسکے واسطے درست رکہا * پہر دوسرے نے بہی ایسہی سوال کیا سو اسکو حضرت نے منع فرمایا * توجس شخص کے واسطے درست رکہا تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جس کو منع کیا وہ جوان تہا * اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ جانے یہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تہا یا عام تہا

سب مکلف کے لیے ÷ کیونکہ بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی
روسے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق مین درست کرتے
تھے اور دوسرے کو حق مین نادرست ÷ اور حضرت کے بعد سب مکلف
کے حق مین برابر ہوا ÷ جیساکہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوٰۃ
مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ فَضَالَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ فِیْمَا عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ
ہٰذِہِ السَّاعَاتِ لِیْ فِیْہَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَأَ عَنِّیْ فَقَالَ
حَافِظْ عَلَی الْعَصْرَیْنِ وَمَا کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوۃٌ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوۃٌ قَبْلَ غُرُوْبِہَا اخرجہ ابوداود عبد اللہ بن فضالہ نی روایت کیا
اپنے باپ سے کہ کہا اونے تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا نے اور جن باتونکو کہ حضرت نے مجکو سکھلایا تہا
اون مین سے ایک یہ تہا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو ÷ پہر کہا اونے کہ عرض کیا مین نے
کہ ان سب وقت مین میرے واسطے بہت کام رہتا ہے سو مجکو حکم کیجیے ایسی ایک عبادت
کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے مجکو ÷ سو فرمایا حضرت صلعم نے کہ حفاظت کر
عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے نہتا اسواسطے مین اوسکو نسمجہا پہر مین نے
پوچہا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب کے اور نماز
پہلے غروب اوسکے ÷ اور منجملہ اوسکے یہ جاننے کہ یہ حدیث کون سے شہروالون
کے حق مین وارد ہے اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہرونکے

مختلف ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اُس شہر کا کچہ ذکر نہین ہوتا ہی
توجب وہ شخص اس بات کو جانیگا تب سمجہے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر
اور اگر یہ فرق نجانیگا تو سخت خرابی مین پڑیگا ۔ جیساکہ مشکوٰۃ کی باب آداب الخلا
مین ہے ۔ عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا
الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا متفق علیہ یعنے جب تم پاخانی مین آؤ تو قبلی کیطرف منہہ
یا پیٹھہ نکرو لیکن پچہم یا پورب کیطرف منہہ کرو تو یہ حکم مدینہ والونکی حق مین اور مانند اونکی ہی
اسواسطی کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کی ہے تو جب پورب یا پچہم کیطرف منہ کریگا تو قبلہ کیجانب
منہہ نہوگا ۔ جیساکہ تیسیر الوصول کی باب آداب الاستنجا مین ہے ۔ قولہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَمَنْ قِبْلَتُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ السَّمْتِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ قِبْلَتُہٗ اِلَی الشَّرْقِ اَوِ الْغَرْبِ فَلَا یَسْتَقْبِلُھَا یعنی قول حضرتکا
شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لیے اور جو لوگ کہ قبلہ اُنکا اوسی جانب
مین ہے ۔ اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اُن کے حق مین
یہ حکم نہین ہے ۔ اور جیساکہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین
ہے ۔ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین
المشرق والمغرب قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچہم کے قبلہ ہی ۔ تو یہ حکم
بہی اہل مدینہ اور مثل اونکے واسطے ہے ۔ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
اوس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے
مختلف ہوتا ہے ۔ جیساکہ ایک حدیث لوگونمین مشہور ہے اور فقہا کی

حمادیہ مین ہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّھَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنے روٹی کی تعظیم
کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اور زمین کی ہے * یعنے روٹی جب آوے
تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گہر کے کہانے مین ہے ضیافت مین نہین کیونکہ
ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے * جیسا کہ اوسی
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہے وَھٰذَا فِی بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ
فَیَنْتَظِرُ الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس
مین جیسے لوگونکی عادت ہے کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے
روٹی ہی ٹہوسنے لگیگا اور سالن کے لیے شور مچاویگا اور میزبان کو اشتاب
مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر مین پہنکے گا جیسا
کہ اسطرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم *
اور سمجہا اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد ہوئی تہی کیونکہ بہت
سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتداے اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ ہوا
تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اُس حکم مین داخل نہین
ہین * جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے * نَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ
وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ * یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جن مین شراب
رکہتے تہے سو جب شراب حرام ہوئی تو اون برتنون کا استعمال بہی حرام
ہوا تا کہ لوگونکو شراب یاد نپڑے اور لعنت اوسکی نرہے اور کمال نفرت

اور اجتناب آبا دسے ۔ اور جب لوگ خوب شرع کے حکم مین مضبوط ہوسے تو یہ حکم منسوخ ہوا ۔ اور منجملہ اوسکے یہ جاننا کہ حدیث مطلق احوال مین وارد ہے یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہے ۔ کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے ۔ اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہے ۔ تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر ۔ جیسا کہ مشکوۃ کے باب صفۃ الصلوۃ مین ہے وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رض رَاَى النَّبِيَّ صلعم يُصَلِّي فَاِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے پر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنے ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹھتے یہان تک کہ اچہی طرح سے بیٹھتے ۔ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اس کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تہا جسطرح بیماری اور ضعف او کبر سن وغیرہ ۔ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین ۔ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بہی ایسہی مذکور ہے ۔ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور

ہین کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہو سکتی ہے ÷ اسواسطے صرف مثال
کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اُسکو بے تکلف سمجھین بیان بیان
کی گئین ÷ اور اونکے سوا اور شرطین بہی ضرور ہین کہ اونکے مضمونکو بہی سمجھنا
ہر ایک عوام کو دشوار ہے ÷ جیسا کہ اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون
مین مفصل اور مصرح سہے ÷ اور اون سب شرطون کا اس زمانے مین پایاجانا
سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے ÷ چنانچہ سابق جو شرطین
بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اونکے مضامین مین غور کرنے سے صاف
ظاہر ہوتا ہے ÷ اسواسطے اس زمانے مین بلکہ زمانہ دراز سے سب عالمون
نے خوب دریافت کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا
نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال
دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور
ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک کی غرض اور مراد کو سمجھنا بالاستقلال
یعنے صرف اپنی تلاش اور جہت و جو سے حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار
ہو کر پشیمان ہنکر ان سب شرطونکو حاصل کرنے کے لیے کسی محدث یا
مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا ہی سے تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر
واجب کرلی ہے ÷ اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات
پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے

نزدیک اوسکا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو
اور مسائل اور قواعد اوسکے مذہب کے سب شبہہ مفصلا مدون ہوں تو
ایسے کی تقلید درست ہے ٭ پہر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتھ سوا
ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی مذہب ان سب صفات کے ساتھ
سواے ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا ٭ اسواسطے سب علما اور
تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین سے ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے ٭ اور انکے سواے اور کسی مجتہد
کی تقلید یا دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہے ٭ اور کوئی یہ
گمان نکرے کہ صرف علماے حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب
مختلف کے علمانے بہی اسی بات پر اتفاق کیا ہے ٭ جیسا کہ سابق
جواب مین سوال چوبیسوین کے بہت سی کتابون سے مذکور ہوا ہے
پہر ثانیا تفصیل کی حاجت نہین ہے ٭ لیکن بطور نمونے کے صرف ایک
کتاب سے لکہا جاتا ہے ٭ نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے فی زماننا قد انحصرت
صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم وفی الحکم المختلف فیہ ایضا
لا باعتبار ان مذاہب غیرہم من السلف باطلۃ وانما باعتبار ان مذاہبہم وصلت الینا
بالنقل المتواتر یرویہا جماعۃ بعد جماعۃ فی کل ساعۃ من زمانہم الی زماننا
ہذا لا یمکن عد الرواۃ ولا احصائہم فی اقطار الارض وحینئذ لنا شرط

مذاہبہم وفصلت مجملاتہا وقیدت مطلقاتہا بالنقل المتواتر بخلاف مذاہب غیرہم من السلف فانہا نقلت الینا بطریق الاحاد فلو فرض ان حکما من الاحکام نقل عن بعض مذاہب السلف بطریق التواتر یحتمل ان یکون مجملا لم یفصلہ تاویلہ وان لہ قیدا اخل بہ ناقلہ او شرطا یتوقف القول بصحتہ عند ذلک المجتہد فیکون العمل بہ باطلا فلہذا الامر حصرنا صحۃ التقلید فی اتباع المذاہب الاربعۃ لا غیر خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ اس زمانے مین تقلید منحصر ہے انہین چار کے ایک مذہب مین اور ان چار کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہے ؛ اسواسطے کہ ان چار اماموں کا مذہب نقل متواتر سے منقول ہوا ہے ؛ اور اونکے زمانے سے لیکر اس زمانے تک اس قدر راوی ان مذہب کے گذرے ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہے ؛ اور ان مذہبون کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور مذہبون کے کہ تواتر سے مروی نہین ہے اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جس پر صحت اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو تو ان صورتون مین عمل اس پر باطل ہوگا ؛ اسواسطے انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہے ؛ اور شافعی علماء نے بھی ایسی کہا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ المرام

کا اور شامیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہے اوس نے فتح المبین فی شرح الاربعین کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہے اما فی زماننا فقال ائمتنا لایجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین لانہا ہؤلاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا وخدمہا تابعوہم وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وہو منصوص لہم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا تعرف لہا قواعد حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فہومہا من قواعدہم فقلت الثقۃ بجمیع ما یحفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ہمارے امامون نے یعنے شافعیون نے کہا ہے کہ اس زمانے مین ان چار امامون کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان امامون کے مذہب اور اونکے قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلے اونکے خوب ثابت ہین اور تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے ٭ بخلاف اور مجتہدون کے کہ اونکا مذہب لکھا ہوا نہین ہے اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل اونکے مذہب کی منقول نہین اور مسئلے اونکے مذہب کے ضبط نہین ٭ اسواسطے دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین ہے ٭ اور مالکی علمانی بہی

ایسی کہا ہے ÷ جیسا کہ علامہ ابراہیم ابن مرعی سرحسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہے اوسنے فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویہ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہے تا

عُرِفَ عَنْ ہٰؤُلَاءِ الصَّحَابَۃِ الْاَرْبَعَۃِ اَوْ عَنْ بَعْضِہِمْ اَوْلٰی بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِیَّۃِ الصَّحَابَۃِ اِذَا وَقَعَ مِنْہُمُ الْخِلَافُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَہٰذَا فِی الْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فِیْ تِلْکَ الْاَزْمِنَۃِ الْقَرِیْبَۃِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَۃِ اَمَّا فِیْ مَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ مَالِکٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ رح لِاَنَّ ہٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاہِبِہِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْکَامُہَا وَخَدَمَہَا تَابِعُوْہُمْ وَحَرَّرُوْہَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُکْمًا حُکْمًا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جو حکم شرعی کا کہ ان چار خلیفون سے یا بعض سے اونکے معلوم ہوا ہے تو وہ مقدم ہے دوسرے صحابی کے قول پر اور یہ بات اوس زمانے کے مقلد کے حق مین تھی لیکن اوس زمانے کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوائے ان چار امامونکے ÷ یعنے مالک ابوحنیفہ شافعی احمد کیونکہ اونکے مذہب کے قاعدے سب معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نے اونکے خوب ضبط کیا ہے اور ہر ایک بات کو مفصلا لکھا ہے اب حاصل اس سب کا یہ ٹھہرا کہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہے کہ اس زمانے مین تقلید ایک امام کی ان چار امامون مین سے واجب ہے اور اونکے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین

اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانے کے خواص کو بھی اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکے مسئلہ نکالنا جائز نہیں + اور اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوسنے اس اتفاق کے برخلاف کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہیں ہے + کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثون کی رو سے جسکی پیروی کرنی اوسکی واجب ہے وہ اس سے عبارت ہے کہ اکثر علماے دیندار اور فضلاے نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین + پھر اگر کوئی شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا + جیساکہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین ہے

عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ + یعنے پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم مین وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنے شیطان آدمی کے حق مین جیسا بھیڑیا بکری کے حق مین ہے کہ پکڑتا ہے بکری بھٹکی ہوئی اور دور پڑی اور کنارے گری ہوئی کو + تو واجب تم پر یہی ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانونکی پیروی کو لازم کرو + وعن ابی ذر رض

تو قول رسول مدنی حدیث [illegible] شریف [illegible]

ترجمہ جبکہ جو کوئی ہووے جماعت سے ایک بالشت الگ ہوا

سبب شیطان سے سر کشی کی وہ اپنی گردن سے نکالا غرض ان حدیثوں سے

معلوم ہوا کہ اکثر مسلمانوں کی بات پر اتفاق کرنا واجب ہوا

اور جماعت کا خوف کرنا ضرور ہے بلکہ جو اکثر کی مخالف ہوا تو اس پر خوف

ضلالت کا اور آتش جہنم کا ہے نعوذ باللہ من غضبہ اور جو کوئی جماعت

کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا

اللهم ثبت قلوبنا على شريعتك ودينك واقم اقدامنا على طريقك

وبارك وصل وسلم على رسولك سيد المرسلين وآله

الطيبين وصحابه الراشدين وتابعي صحبه الهادين

سيما على سيد المجتهدين امامنا وامام المسلمين

ومولينا وعلى جميع مقلديه الى يوم الدين

واخر دعوانا ان الحمد لله

رب العالمين

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کئی شخصون نے کیا تہا اور جوابون کو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور بڑی معتبر اور معتمد کتابونکی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما و فضلا و صلحا نے بغور و تامل اوسے دیکہہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقۂ حنفی سمجہ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرمایا ✤ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مؤلف کو جزاے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجۂ آن مطابق عقیدۂ اہل سنت و جماعت و موافق طریقۂ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب و متحتم است

وارث علی	غلام سبحان	احمد کبیر
مفتی عدالت بادشاہی کلکتہ	قاضی القضاۃ صدر کلکتہ	امین مدرسۂ کلکتہ

جواب ہاے این رسالہ ہمہ صحیح و راست بے کم و کاست موافق

آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران و برحسب اجماع علماء راسخین و برطبق اتفاق فضلاء کاملین است مخالف این ہمہ مسائل در حقیقت مخالف آن دلائل است

فضل الرحمن	محمد وجیہ
مدرس اول مدرسہ کلکتہ	مدرس اول مدرسہ مرشد آباد

عجیب احمد	محمد مرتضی	نور الحق	بشیر الدین
مولوی کمیٹی	مدرس چہارم	مدرس سوم	مدرس دوم

احمد حسین	محمد مظہر	خادم حسین	محمد ابراہیم
حکیم مدرسہ	معاون سوم	معاون دوم	معاون اول

این رسالہ را نظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت ہدایت بخش کور باطنان اہل بدعت و رہنمائے گم گشتگان بادیہ ضلالت است علمائے حنفیہ را فزید نورانیت باطنی و فضلائے طریقہ حقہ را تمسکے است شدید البانی

محمد اکبر شاہ

مدرس اول مدرسہ حسینیہ واقع شہر چھپرہ متعلقہ ضلع ہو گلی

سید رمضان علی	مستور احمد	خادم حسین
مدرس مدرسہ مذکور	مدرس مدرسہ مذکور	مدرس مدرسہ مذکور

بشارت اللہ	فراغت علی	محمد مستقیم	غلام مخدوم

مدرس ایضاً	مدرس ایضاً	مدرس ایضاً	معاون ایضاً
اسد علی	وارث علی	صمصام علی	ناصر الدین
مدرس مکتب ہوگلی	(مدرس اول مکتب شاہزادگان)	مدرس	مدرس
ریاض الدین			کرامت علی
مدرس مدرسہ منشی امیرا	واعظ و خلیفہ حضرت سید احمد قدس سرہ		
امام الدین	حافظ محمد صدیق		احمد
خلیفہ حضرت ممدوح	واعظ و خلیفہ حضرت ممدوح		مفتی ضلع ۲۴ پرگنہ
غلام صفدر	خادم حسین		حسین الدین شطاری
مفتی ضلع میدنی پور	مفتی ضلع ندیہ		مفتی سرکوٹ ملک میسور
مولی بخش	نیاز احمد		صوفی نور محمد
مولوی سررشتہ دار کالج	واعظ و امام مسجد شاہزادہ		خلیفہ حضرت ممدوح
سید عبد اللہ ولد سید بہادر علی	محمد عبد اللہ		غلام اکبر
خلیفہ حضرت ممدوح	(مولوی کالج کلکتہ)		مولوی بک سسیٹی
	محمد عیسیٰ		
	مولوی نقل خوان عدالت صدر		
عبد الحمید	محی الدین		محمد بخش
(مولوی پیشکار صدر	مولوی پیشکار دفتر کمشنر		محافظ دفتر مذکور

اسد علی	فضل الحق	عبد الجلیل

نائب پیشکار دفتر مذکور، مولوی دفترخانہ شاہزادگان، واعظ و خلیفہ حضرت

جسیم الدین	عبد الغفور	بدیع الدین

واعظ و خطیب مسجد شاہزادگان و محافظ سابق کتب خانہ کالج

غلام قادر	عبد الجبار	دبیر الدین

مولوی اسکول پادریان، معاون مترجم عدالت شاہی، مولوی دفترخانہ

فارسی کلکتے کے مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کر کے قریب التحصیل

ہین انمین سے بعضون کے نام

محمد عبد الرحمن	ابو المعالی	طہیر الدین محمد		غلام قادر
محمد یار علی	غلام حسین	عبد الرزاق		بشیر علی
شمشیر علی	بشیر اللہ	عبد الحمید		سید ضمیر الدین
ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واسط الدین		علی طاہر
عبد الرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی	قمر علی

محسنیہ مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کر کے قریب التحصیل

ہین اونمین سے بعضون کے نام

سید حسین احمد	دلاور علی	سعادت علی	غلام نجف
محمد مہدی	عصمت اللہ	سراج الدین	فیض اللہ

فضیلت حسین بخاری	میر محمد صدیق	نجف علی

میر محمد حسین کرمانی

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کو انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کی بنا کرکے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلہ پوچھنے کے لیے اور اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور مین آتے تھے اور جو لوک کہ خود حاضر نہین ہو سکتے تھے فتوا لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بنظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تاکہ لوگ اوس رسالے کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہووین اور لوگونکے بہکانے سے گمراہ نہین ہووین اوسکے بعد جناب حاجی سید عبداللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اسکو چھپوایا * پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا

اور بہت لوگ اس کو پڑہکر اپنے مذہب مین مضبوط ہوگئے اور جو لوگ
کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تہے اوس کتاب کو
پڑہنے یا سننے سے اونکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور
ضعیف الاعتقاد کہ ان قوم کے گمراہی مین پڑے تہے اس رسالہ پر
واقف ہوکر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب ان قوم نے جب یہ حال دیکہا
اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف ہوتا ہے اوسکے حق
مین فساد اور فریب اونکا کچہ تاثیر نہین کرتا ہے اور مسئلہ پر طعن کرنا اور
شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض کرنا کچہ فائدہ نہین دیتا ہے
تب ان قوم نے اس طور کے فریبون کو چہوڑکر ایک دوسرا فریب
نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلون کے ساتہ
اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بد اعتقاد
ہو وین اور اوسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضے لوگ جناب مدرس
صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ ان قوم بے مذہب کے
سوال کا جواب کچہ لکہکے چہپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچہ نچلے
اور لوگون کو اس رسالہ مین کچہ شک نپڑے لیکن جناب مدرس
صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال
ونکا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ ٭ جواب جاہلان باشد خموشی ٭

پھر جب بندۂ فقیر حقیر غلام قادر میانی نے دیکھا کہ جاہلون کا کچھ جواب بھی نہ دینا سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہے اس واسطے مختصر کر کے لکھا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھکر یا سنکر اُن قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اونکے اعتراض اور اونکے جواب کو دریافت کر کے معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ اُنکا بے حقیقت ہے اور صرف فساد اور شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہی سے توفیق ہے اور اوسی کی عنایت سے تحقیق ✽ ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام کی یعنے عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنے مسئلہ رفع الیدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے اس مقام مین اوسکو نہین لکھا ✽ اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا جاتا ہے ✽ پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنے نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اس مین کچھ شک ہو تو وہ شخص اُس کتاب مین دیکھہ لیوے تو اس صورت مین چوری نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت رکھنا ✽ چوری تو جب ہوے

کہ نام کتاب کا ذکر کرو یا نام ذکر کرے مگر مقام کو تعیین نکرے یا جوبات
کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیساکہ ان قوم دجالیون نے
ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے لکھا ہے ؛
کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح آمین بجہر رفتہ ؛
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال
یہ ہے کہ شیخ عبد الحق نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے
مسئلہ کے مقام مین ۴۳ صفحے مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب صفۃ الصلوۃ
صفحے مین لکھا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہے
جسکو کچھ شبہ ہو تو اون کتابون مین اسی مقام کے پتے سے دیکھ
لیوے ؛ اور ان قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی ہے اور
نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہے اوس مین اکثر حدیثون کو تمام لکھا ہے
لیکن اول سے کسی کے آخر سے کچھ کچھ عبارت چھوڑ دیا ہے جیسا
کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل
کیا ہے اور اوس مین رفع یدین کرنے کے مضمون کو لکھا ہے اور
کانون تک ہاتھ اوٹھانے کے مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت
ہے بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون لکھا ہے انہ رأے
مالک بن الحویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع را

من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ہکذا تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ اور فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعہ یہ ہے کہ یہ کتاب کچہ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ اس مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتویٰ ہے اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جس قدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے۔ یہان سوال اوسی قدر لکہا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہ اٹہاتے ہین اوس پر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو اس مقام مین کچہہ علاقہ نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچہے کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہے تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین گے۔ مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہے نمونے کیواسطے یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ البیع باوجود اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربوا کو ذکر کرنا محض بے جا ہے اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکہا ہے۔ اور مثال اوسکی انہین بنئے مذہب والون کی کتاب سے کہ جسکا نام تنویر العینین رکہا ہے مذکور ہوا

تو مولف نے تنویر العینین کے اوس حدیث مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان لکہا ہے اور ہاتہہ کانون تک اوٹہانیکو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک کیا تو یہ بہی کیا چوری ہے * مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر یرا نصیحت اور تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مولف ذی نظام الاسلام کے رفع الیدین کا مسئلہ تو چہوڑا نہین ہے بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کرکے بصورت سوال اور جواب کے لکہا ہے صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہے تو پہر اس مقام مین کہ بیان صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین ذکر کرنا محض بیجا ہے * اور ایسے بیجا ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص مصداق ہے مثل مشہور کا کہ * سر بریدن واجب است آن مرغ بے ہنگام را * جیساکہ مولف نے تنویر العینین کے کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی حدیث کو ترک کیا اسواسطے کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے * چوتہا دفعہ یہ ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ * ۲۰ تا صفحہ مین مذکور ہے اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین

اخلال ڈالتا ہے ٭ الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگون سے
احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین
جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ
ہے جیسا کہ جامع الاصول چھہ کتاب کو حدیث کی جامع ہے ویسا ہی
کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی
معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی او بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کے باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے ٭ عن عبداللہ
بن عمر رض روی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لیکونن من بین یدی الساعۃ الدجال ومن بین یدی
الدجال کذابون ثلثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا
علیہا لیغیروا بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم طبرانی
نے روایت کی ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ کہا ان نے قسم
خدا کی ہے کہ بے شک مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کو دجال
اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیون نے
حضرت سے پوچھا کہ ان گروہ کی کیا علامتین ہین تب فرمایا حضرت نے کہ
سکھلاوینگے وے قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو

عمل نہین کرتے تھے یعنے ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگے یا حقیقت مین سنت ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکھلاوینگی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اُن قوم کذاب کو دیکھو تب اونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسے دشمنی رکھو اور تم سب بہائی مسلمان ہو جاؤ کہ اگر یہ گروہ کذاب کسیکو شک مین ڈالین کہ یہ حدیث نہین یا اور کچھ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہے جسکا جی چاہے اس مین دیکھ لیوے

خاتمۃ الطبع

بعون الله المتعال منعام کتاب ہدایت انضمام موسوم بہ نظام الاسلام مثبت ناسخ تقلید مذہب حنفیہ کہ جسکا ثبوت بتطبیق نص قرآنی و احادیث سید انس و جان کا سر ہی مصنف بسہارنپوری تصنیف فاضل لوذعی عالم المعی مولوی وجیہ الدین صاحب حسب فرمائش شیخ محمد حسین صاحب تاجر کتب مطبع آفاق مرحوم منشی نولکشور صاحب مین ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء مقام لکھنو واسطے فائدہ ارباب یقین اور طالبان دین کے منطبع ہوئی